عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۳ | ۱۴ تا ۲۰ ؍ جمادی الاول ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ ؍ نومبر ۲۰۲۴ء | شمارہ: ۴۳

مبلغین ختم نبوت کا سہ ماہی اجلاس

دو روزہ 43 ویں سالانہ عظیم الشان

ختمِ نبوۃ کانفرنس

چناب نگر

✿... سودی نظام کا خاتمہ، دینی مدارس کی رجسٹریشن بارے پیش رفت جمہوری جدوجہد کا نتیجہ ہے: مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ

✿... تمام اقوام عالم کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی ہیں: مولانا ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

✿... ماضی قریب میں سپریم کورٹ کا فیصلہ قادیانیوں کے کفر وارتداد کی توثیق: مولانا اللہ وسایا مدظلہ

✿... بیوروکریسی کی صفوں سے قادیانیوں کا نکالنا ہوگا: مولانا عبدالغفور حیدری مدظلہ

علماء کرام و مشائخ عظام کے خطاب

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

مدتِ حمل چار ماہ سے زائد ہونے پر اسقاط حمل جائز نہیں

س:......ایک خاتون ہے جو کہ پانچ ماہ کے حمل سے ہے، لیکن چوتھے ماہ سے ہی بچے کی گروتھ رک گئی ہے، اس کی کڈنی نہیں بنی اور دیگر اعضاء بھی شدید متاثر ہیں، صرف سر بڑا ہو رہا ہے اور اس میں بھی پانی بھر رہا ہے، کئی ڈاکٹروں کو دکھا چکے ہیں، سب کا کہنا ہے کہ یہ بچہ پیدا ہوا تو ابنارمل ہوگا یا زندہ نہیں رہ پائے گا، اس لئے ابھی سے اسقاط حمل کروالیں۔

مزید یہ ہے کہ کچھ دنوں سے اس خاتون کو بلیڈنگ بھی بہت ہو رہی ہے کیا ایسی صورت میں اسقاط حمل کرانا جائز ہوگا؟ اور یہ خاتون گناہگار تو نہیں ہوگی؟

ج:......واضح رہے کہ اگر حمل سے عورت کی جان کو خطرہ ہو یا کسی شدید نقصان کا اندیشہ ہو اور کوئی تجربہ کار مستند مسلمان ڈاکٹر اس بات کی تصدیق کر دے تو ایسے اعذار کی بنا پر حمل میں جان پڑنے سے پہلے پہلے اسے ساقط کرنے کی گنجائش ہے اور یہ مدت چار ماہ ہے، چار ماہ مکمل ہونے پر بچے میں جان پڑ جاتی ہے۔

لہٰذا چار ماہ کے بعد کسی صورت میں بھی اسقاط حمل جائز نہیں۔ خواہ میاں، بیوی رضا مندی سے کریں یا بیوی بغیر شوہر کی رضا مندی کے ایسا کرے۔ فرق صرف یہ ہے کہ میاں بیوی رضا مندی سے ایسا کریں گے تو دونوں شدید گناہگار ہوں گے اور اگر عورت شوہر کی رضا مندی کے بغیر ایسا کرے گی تو اس پر غرہ (ضمان) لازم آئے گا، جو کہ ۵۰۰ درہم ہیں اور یہ عورت کے عاقلہ (خاندان والے) شوہر کو ادا کریں گے۔

لہٰذا صورت مسؤلہ میں الٹرا ساؤنڈ کے ذریعے ماں کی پیٹ میں موجود بچے کا ناقص الخلقت ہونا معلوم کر کے اس وجہ سے اس کو اسقاط کروا دینا جائز نہیں، کیونکہ اس میں جان پڑ چکی ہے اور اب اسے اسقاط کرانا قتل کے زمرے میں ہے، اس لئے حرام ہے۔

ممکن ہے پیدائش سے پہلے اللہ تعالیٰ اس کو مکمل کر کے صحت مند اور تندرست پیدا فرما دیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ پیدا ہونے سے پہلے ہی وہ زندہ نہ رہے یا پیدا ہوتے ہی فوت ہو جائے۔

بہر حال اللہ تعالیٰ خالق و مالک ہیں جو چاہیں کریں، ہم انسان مخلوق ہیں اور اس کے احکام کے مکلف ہے۔ فتاوی ہندیہ میں ہے:

’’وکذلک المرأۃ یسعھا ان تعالج اسقاط الحبل مالم یستبن شئی من خلقه و ذلک مالم یتم له مائة وعشرون یوماً۔‘‘ (عالمگیری، ج:۱،ص:۳۳۵)

وفیه ایضاً: وان اسقطت بعد ما استبان خلقه وجبت الغرۃ۔ کذافی فتاویٰ قاضی خان۔ (عالمگیری، ج:۵،ص:۳۵۶)

(واللہ اعلم بالصواب)

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۳ ۱۴ تا ۲۰ ر جمادی الاول ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ ر نومبر ۲۰۲۴ء شمارہ: ۴۳

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیرِ اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

سالانہ ختم نبوت کانفرنس، چناب نگر	۵	محمد اعجاز مصطفی
خطاب حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ	۷	محمد ریاض خان، سوات
چناب نگر کانفرنس میں علماء و مشائخ کے خطاب	۱۰	مولانا عبدالحکیم نعمانی
حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (۳)	۱۳	مولانا مقبول احمد سیوہارویؒ
تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء...(۹)	۱۷	مولانا مفتی خالد محمود
مبلغین ختم نبوت کا سہ ماہی اجلاس	۲۱	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۳	ـ ـ ـ ـ ـ

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۶۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِنبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۱۰۱ فصل:... ۳ہجری کے واقعات

۵:....**حضرت حسنؓ کی ولادت:**....اسی سال نصف رمضان میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی، اور اس کے پچاس دن بعد ذی القعدہ میں حضرت حسینؓ شکمِ مادر میں آئے۔

۶:....**تحریمِ خمر:**....اسی سال، یا ۴ھ میں جیسا کہ آگے آتا ہے، شراب کی حرمت نازل ہوئی۔

۷:....اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو یہود کی تحریری زبان سیکھنے کا حکم دیا اور فرمایا: ’’مجھے ان سے اطمینان نہیں، کہیں وہ میرے خطوط میں گڑبڑ نہ کردیں۔‘‘ اور بقولِ بعض یہ ۴ھ کا واقعہ ہے۔

۸:....**نمازِ خوف:**....اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ ’’ذات الرقاع‘‘ میں نمازِ خوف پڑھی، یہ قطب کا قول ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ ۴ھ میں، شامیؒ نے اپنی سیرت میں اسی طرح ذکر کیا ہے۔

لیکن غزوۂ ’’ذات الرقاع‘‘ کی تاریخ میں متعدد قول ہیں: ۵ھ، ۶ھ، ۷ھ، اور یہی آخری قول زیادہ صحیح ہے، چنانچہ امام بخاریؒ نے کتاب المغازی میں اسے غزوۂ خیبر کے بعد ۷ھ میں ذکر کیا ہے، اور جمہور کا قول یہ ہے کہ سب سے پہلی نمازِ خوف غزوۂ ’’ذات الرقاع‘‘ میں پڑھی گئی، لہٰذا مذکورہ بالا اقوال نمازِ خوف میں بھی جاری ہوں گے، اور ایک قول یہ ہے کہ نمازِ خوف ’’غزوۂ عسفان‘‘ میں نازل ہوئی اور بقولِ بعض ’’غزوۂ ذی قرد‘‘ میں، اور یہ دونوں غزوے ۶ھ میں ہوئے تھے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

۹:....**غزوۂ اُحد:**....اسی سال شوال میں ’’غزوۂ اُحد‘‘ ہوا، جیسا کہ غزوات کے باب میں مفصل گزر چکا ہے، اور اس میں ستر صحابہ شہید ہوئے، من جملہ ان کے سیّد الشہداء حضرت حمزہ بن عبدالمطلب، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمِ محترم کی شہادت ہوئی، رضی اللہ عنہ وعنہم، ان کی شہادت مشہور تر قول کے مطابق بروز ہفتہ نصف شوال کو ہوئی تھی، جیسا کہ غزوات میں گزر چکا۔

۱۰:.... اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہؓ کے حق میں ان کی شہادت کے بعد ارشاد فرمایا کہ: آسمان میں فرشتے حمزہؓ کو ’’اللہ کا شیر اور اس کے رسول کا شیر‘‘ کہہ کر پکارتے ہیں۔ حضرت حمزہؓ اور دیگر شہدائے اُحد کی نمازِ جنازہ کا ذکر اس فصل کے بعد آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۱۱:.... اسی سال غزوۂ اُحد میں حضرت مصعب بن عمیر اور عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہما شہید ہوئے، حضرت عبداللہؓ، اُمّ المومنین حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔

۱۲:.... اسی سال غزوۂ اُحد میں حضرت حمزہ اور حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہما دونوں کو ایک قبر میں دفن کیا گیا۔

۱۳:.... اسی سال غزوۂ اُحد میں حضرت ذکوان بن عبد قیس بن خلدہ الانصاری الخزرجی شہید ہوئے۔ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

۴۳ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس، چناب نگر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

برصغیر پاک وہند میں تحفظ ختم نبوت کے لیے جماعتی اور تحریکی جدوجہد کا باقاعدہ آغاز اکتوبر ۱۹۳۴ء میں اس وقت ہوا، جب پہلی بار ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا تھا۔ یہ کانفرنس قادیان شہر سے باہر منعقد ہوئی، جس میں حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے کلیدی خطاب نے مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا محمود کو بے نقاب کر دیا تھا اور قادیان میں بسنے والے مسلمانوں کے اندر اس فتنے کے خلاف بیداری اور جرأت وہمت کی لہر دوڑا دی تھی۔ حضرت شاہ جیؒ کو امام العصر حضرت علامہ سید انور شاہ کاشمیریؒ نے محاذِ ختم نبوت کا امیر شریعت مقرر فرمایا تھا۔ یہ کانفرنس اس تحریکی جدوجہد کی خشت اول تھی، جس کو قیام پاکستان کے بعد جنوری ۱۹۴۹ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے آگے بڑھایا۔ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیے جانے کے بعد جب چناب نگر (جو ایک عرصہ سے ربوہ کے پُرفریب نام سے قادیانیوں کی ریاست تھی) کو کھلا شہر قرار دیے جانے کے بعد وہاں مسلمانوں کی آمد ورفت بحال ہوئی تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ایک قطعۂ زمین خرید کر وہاں عالی شان مسجد ومدرسہ تعمیر کیا، پھر قادیانی ناگ کے ایمان لیوا زہر سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کے لیے سالانہ دوروزہ ختم نبوت کانفرنس کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ ہر سال اکتوبر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت جامع مسجد وجامعہ عربیہ ختم نبوت چناب نگر میں ہونے والی ''ختم نبوت کانفرنس'' دراصل ۱۹۳۴ء کی کانفرنس ہی کا تسلسل ہے، جو اس سال بھی ۲۴، ۲۵؍اکتوبر کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ کی زیر صدارت، نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد دامت برکاتہم کی زیر نگرانی اور نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری زیدمجدہ کی سرپرستی میں بڑے تزک واحتشام سے منعقد ہوئی، جس میں مختلف دینی وسیاسی جماعتوں کے قائدین، علمائے کرام ومشائخ عظام، دانش وراور قانون دان حضرات نے خطاب کیا۔

مقررین نے کہا کہ کلیدی عہدوں پر فائز سکہ بند قادیانی ملکی خودمختاری واستحکام اور خارجہ پالیسیوں کے لیے شدید خطرہ ہیں۔ قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹائے بغیر ہمارے ایٹمی اثاثہ جات محفوظ نہیں ہوسکتے۔ چناب نگر میں قادیانی جماعت کی طرف سے بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی پر انسانی حقوق کی تنظیموں کی پُراسرار خاموشی قادیانیت نوازی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ بیوروکریسی میں چھپے ہوئے قادیانی فوج، دینی قوتوں اور جمہوری اداروں میں تصادم اور بداعتمادی کی فضا پیدا کر کے اپنے مذموم مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچا رہے ہیں۔ امتناع قادیانیت ایکٹ کی روشنی میں قادیانیوں کو اسلامی شعائر، کلمہ طیبہ اور قرآنی آیات اور دیگر اسلامی اصطلاحات وعلامات کے استعمال سے منع کیا جائے۔ مقررین نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ سول اور فوج کے تمام کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹایا جائے۔ بیرون ممالک میں قادیانیوں کی اسلام وملک دشمن سرگرمیوں کے تدارک کے لئے پاکستانی سفارتخانوں کو قادیانی آماجگاہ بننے سے بچایا جائے۔ قائد اسلامی انقلاب مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمیں عقیدہ ختم نبوت کی خدمت وحفاظت کی توفیق ملی، میں بھی زندگی میں پہلی بار تحفظ ختم نبوت کے لیے سپریم کورٹ میں پیش ہوا، قادیانیت نے ایک مرتبہ پھر بری طرح شکست کھائی۔ ہم آخری سانس اور خون کے آخری قطرہ تک عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کریں گے، پاکستان میں کسی کو بھی توہین رسالت کی اجازت نہیں

دی جاسکتی، سودی نظام کا خاتمہ، دینی مدارس کی رجسٹریشن کے مراحل کا پایہ تکمیل تک پہنچنا دینی و جمہوری جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے کہا کہ سیشن کورٹوں سے لے کر سپریم کورٹ اور وفاقی شرعی عدالت تک تمام عدالتیں قادیانیت کے کفر پر مہر تصدیق ثبت کرچکی ہیں، ماضی قریب میں سپریم کورٹ کا فیصلہ قادیانیوں کے کفر و ارتداد کی توثیق کرچکا ہے، قادیانیت کے ختم ہونے کا وقت قریب ہے ہم سب کو ناموس رسالت کے لیے اپنے فرائض منصبی ادا کرنے ہوں گے۔ قادیانیوں کا کفر یہودیوں اور عیسائیوں کے کفر سے بڑھ کر زندقہ تک پہنچ چکا ہے۔ علاوہ ازیں مختلف دینی و سیاسی جماعتوں کے راہنماؤں نے خطاب کیا۔ اس کانفرنس میں درج ذیل قراردادیں منظور کی گئیں:

☆.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا یہ عظیم اجتماع قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن کو حالیہ آئینی ترمیم میں وفاقی شرعی عدالت کے فیصلوں، سود کے خاتمہ کے متعلق تاریخ کا تعین اور مدارس عربیہ کی رجسٹریشن کے متعلق آئینی فیصلہ جات کا خیر مقدم کرتے ہوئے انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہے۔

☆.... یہ اجتماع کچھ ہفتوں قبل قادیانیت کے متعلق سپریم کورٹ کے تفصیلی و تاریخی فیصلے کے اجرا کا خیر مقدم کرتے ہوئے امید رکھتا ہے کہ فیصلہ عقیدہ ختم نبوت کے نظریاتی و فکری تشخص کی حفاظت کے لیے مشعل راہ ہوگا۔

☆.... یہ اجتماع حکومت اور انتظامیہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنی آئینی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے چناب نگر سمیت ملک بھر میں قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال کرنے سے منع کرے اور انہیں آئین و قانون کا پابند بنائے۔

☆.... دین اسلام تمام اقلیتوں کے حقوق کا علم بردار ہے جبکہ قادیانیوں نے آئین میں اپنی متعینہ دستوری حیثیت تسلیم کرنے کے بجائے آئین سے بغاوت پر مبنی موقف اپنایا ہوا ہے، یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں کو اپنی آئینی دستوری حیثیت تسلیم کرنے کا پابند بنایا جائے۔

☆.... یہ اجتماع بلوچستان اور خیبر پختون خواہ میں دہشت گردی فورسز پر حملوں کی پرزور مذمت کرتا ہے فورسز اور مزدور طبقہ کی شہادتوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہے۔

☆.... یہ اجتماع اسرائیل کی لبنان اور فلسطین پر وحشیانہ بمباری کی مذمت کرتا ہے اور اسلامی ممالک کے سربراہان سے اسلامی وانسانی غیرت و حمیت کا ثبوت دینے کا مطالبہ کرتا ہے، نیز اقوام متحدہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ اسرائیل کو دہشت گرد ملک قرار دیا جائے اور اسرائیلی وزیر اعظم پر عالمی عدالت میں جنگی جرائم کے تحت مقدمات چلائے جائیں۔

☆.... اجتماع سینیٹ آف پاکستان میں ۷ ستمبر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تاریخی فتح پر عام تعطیل کی قرارداد لانے کا اور آزاد کشمیر حکومت کی جانب سے ہر سال ۷ ستمبر سرکاری طور پر یوم ختم نبوت منانے کے اعلان کا خیر مقدم کرتا ہے۔

☆.... کانفرنس کا یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پاکستان میں تمام قادیانی ویب سائٹس اور پیجز کو بلاک کیا جائے اور سوشل میڈیا پر اسلام و ملک دشمن سرگرمیوں اور گستاخانہ مواد کا سختی سے فی الفور نوٹس لیا جائے۔

☆.... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ شامل کیا جائے اور دیگر اقلیتوں کی طرح قادیانی اوقاف کو سرکاری تحویل میں لیا جائے، اور بلاتفریق چناب نگر کے رہائشیوں کو زمین کے مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔ یہ تمام قراردادیں وہ ہیں جنھیں پوری امت مسلمہ کی حمایت حاصل ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ فی الفوران قراردادوں کے مطابق معاملات کو جلد از جلد حل کرے، تاکہ اہالیانِ پاکستان امن و سکون اور فتنوں سے محفوظ زندگی گزار سکیں اور ہمارے ملک و قوم کو مضبوط معیشت اور مستحکم پاکستان مل سکے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنائے اور اس کو معاشی و اقتصادی طور پر مضبوط و مستحکم فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین!

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

43ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر سے

قائد جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کا خطاب

ضبط وتحریر: محمد ریاض خان، سوات

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا کہ:

جناب صدر محترم، اکابر علماء کرام، مشائخ عظام، بزرگان ملت، میرے جوانو، میرے دوستو، میرے بھائیو، حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے تو سارے راز فاش کر دیے اب میں کیا کہوں گا، من آنم کہ من دانم، مجھے اپنی حیثیت معلوم ہے، میں اپنی کم مائیگی سے واقف ہوں، میں آپ کا ایک ادنیٰ کارکن ہوں اور جو کچھ بھی کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے کیا ہے، ہمیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے ہمیں خدمت کی توفیق دی اور اگر کچھ کامیابیاں ملیں تو اس کی نسبت بھی ہمیں عطاء کر دی، یہ اسی کی مہربانی ہے اور اس کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔ ہم حکومت میں تھے، ہمارے پاس اکثریت تھی جمعیۃ کی چار وزارتیں تھیں، یہی شہباز شریف صاحب وزیر اعظم تھے، مدارس کے بارے میں یہی ڈرافٹ جو آج پاس ہوا ہے یہ اسی وقت تیار ہوا تھا اس وقت بھی اس پر اتفاق تھا، اس وقت پاس نہیں ہوسکا۔ آج ہم حزب اختلاف میں ہیں 16 کی بجائے ہمارے پاس آٹھ ممبر ہیں قومی اسمبلی میں اور اس کے باوجود کامیاب ہوگیا اور وہ بل پاس ہوگیا تو ظاہر ہے کہ آپ خود اندازہ لگائیں اس میں ہمارا کیا کمال ہے اس وقت جب ہم حکومت میں بھی تھے ہماری تعداد بھی زیادہ تھی ہمارے پاس وزارتیں بھی تھیں، نہیں ہو سکا اور آج جب یہ سب کچھ نہیں تھا تو ہوگیا تو اللہ کی طاقت کے بغیر کون کرسکتا ہے؟ ہاں ہمارا ایمان بڑھ گیا، ہمارے عقیدے میں پختگی آئی ہے کہ مدارس کا محافظ اللہ ہے، اور دنیا کا کوئی طاقت ور دین، مدرسے کے خاتمے کا خواب دیکھے گا تو ہمیشہ تشنہ تعبیر بنے گا۔

میرے محترم دوستو! آپ جانتے ہیں کہ سپریم کورٹ میں ایک فیصلہ آیا مبارک ثانی کیس کے نام سے، کیس مختصر تھا کہ ملزم کی ضمانت ہونی چاہیے یا نہیں ہونی چاہیے لیکن اس کے فیصلے میں غیر ضروری طور پر اضافہ کیا گیا اور وہ فیصلہ متنازع ہوگیا اسے قوم نے قبول نہیں کیا ملک بھر میں اس کے خلاف احتجاج ہوا اور سپریم کورٹ کو اس کا ادراک ہوا، اس کے بعد ایک نظر ثانی اپیل میں اس نے پھر فیصلہ دیا اس سے بھی قوم مطمئن نہیں ہوسکی، پھر اپنے فیصلے کی اصلاح کے لیے عدالت نے دوبارہ سماعت رکھی تمام مکاتب فکر کے علماء کو بلایا گیا، مذہبی جماعتوں کے نمائندوں کو بلایا گیا اور میں بھی زندگی میں پہلی مرتبہ کسی عدالت میں پیش ہوا اور وہ بھی ختم نبوت کے لیے پیش ہوا، اللہ تعالیٰ نے اس میں ہمیں کامیابی بخشی، ایک مختصر فیصلہ آیا جس پر تمام مکاتب فکر نے اتفاق رائے کیا اور پورے ملک میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی، اب اس کا تفصیلی فیصلہ آنا تھا اس میں جوں جوں تاخیر ہوتی گئی ہر طرف تشویش بڑھتی گئی لیکن بالآخر وہ تفصیلی فیصلہ بھی آگیا، حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے کچھ تھوڑا سا اس میں اضافہ کرنا بھی تجویز کیا، حضرت مفتی منیب الرحمٰن صاحب نے بھی اس کا مطالعہ کیا، میرے پاس بھی وہ تفصیلی فیصلہ آیا، کچھ الفاظ کے اضافے، کچھ رد و بدل، کچھ حوالوں کا اضافہ جو ہم سے ہوسکا اور اسی وقت جب ہم اس پر بحث کر رہے تھے تو مجھے ایک تجویز یاد آئی کہ مولانا اللہ وسایا صاحب نے کسی وقت مجھے یہ تجویز دی تھی اب مجھے بھول گئی تھی اسی وقت ان سے رابطہ کیا کہ بھئی ہم اب آخری تفصیلی فیصلے کو دیکھ رہے ہیں، آپ نے ایک تجویز دی تھی ذرا دوبارہ دہرا دیجیے، انہوں نے دوبارہ دہرائی اس تجویز کو بھی فیصلے میں سمویا گیا اور الحمدللہ وہ تفصیلی فیصلہ بھی آگیا اور قادیانیت ایک بار پھر بری طرح شکست کھا گئی۔ اور اس میں کوئی شک نہیں ہے جس طرح میں نے لاہور کانفرنس میں کہا تھا اور میں یہ بھی بتا دوں کہ لاہور کانفرنس جسے سن 1974ء کے ۷ ستمبر کی گولڈن جوبلی کے طور پر منایا جا رہا تھا، یوم الفتح کے طور پر منایا جا رہا تھا اس نے تاریخ لاہور کے تمام بڑے بڑے جلسوں کے ریکارڈ توڑ دیئے تھے،

تو دعوت میں تو الحمدللہ! کوئی کمی نہیں رہی تھی، لوگوں نے بھرپور دعوت قبول کی لوگ پہنچے اور یہ آپ کی طاقت تھی کہ جس قوت نے عدالت عظمیٰ کو بھی اپنے رائے تبدیل کرنے پر مجبور کر دیا تھا، تو یہ حفاظت کا فریضہ آئندہ بھی ادا کرتے رہو گے یا سو جاؤ گے؟ اور عہد کرو کھڑے ہو کر عہد کرو اس بات کا کہ ہم اس عقیدے کی حفاظت آخری سانس تک کریں گے، خون کے آخری قطرے تک کریں گے اور کسی کو بھی ناموس رسالت پر حملہ کرنے کی اجازت پاکستان کی سرزمین پر نہیں دی جاسکے گی۔

میرے محترم دوستو! ہم ساری زندگی اس بات کی جنگ لڑتے رہے ہیں کہ پاکستان میں سود سے پاک نظام معیشت آئے لیکن 77 سال ہو گئے آج تک ہماری وہ خواہش پوری نہیں ہو سکی۔ قائد اعظم محمد علی جناح بانئ پاکستان جب انہوں نے اسٹیٹ بینک آف پاکستان کا افتتاح کیا تو اس کے افتتاحی جلسے میں انہوں نے یہ کہا تھا کہ مغرب کے نظام معیشت نے دنیا میں فساد برپا کیا ہے، مغربی نظام معیشت دو عالمی جنگوں کا سبب بنا ہے، انسانیت کو تباہ کیا ہے، ہم نے اس ملک کو قرآن و سنت اور اسلامی تعلیمات کے مطابق نظام معیشت دینا ہے۔ میں حیران ہوں قائد اعظم کے ان پیروکاروں پر جو ہمیں تو ان کا مخالف قرار دیتے ہیں خود ان کے پیروکار ہونے کے دعویدار ہیں، 77 سال سے انہوں نے بانئ پاکستان کے خواب کو شرمندۂ تعبیر نہیں ہونے دیا، آج حالات بن گئے، 26 ویں ترمیمی بل کی تجویز آئی، میں نے قومی اسمبلی میں ایک تقریر کی، مسئلہ یہ تھا کہ ججوں کی مدت ملازمت میں اضافہ کیا جائے یا سپریم کورٹ کے ججوں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے، ہمارا موقف یہ تھا کہ اس کے لیے آئینی ترمیم کرنی ہو گی اور ایک سرکاری ملازم کی مدت ملازمت میں اضافہ یا ان کی تعداد میں اضافہ یہ آئینی ترمیم کو زیب نہیں دیتا، ہم شخصیات کے ہاتھوں آئین کو یرغمال نہیں دیکھنا چاہتے، اگر آپ نے ترمیم کرنی ہے تو عدلیہ کی اصلاحات پر مبنی ایک بل لاؤ، سپریم کورٹ سے الگ ایک آئینی کورٹ بناؤ جو آئینی مسائل سن سکے۔ یہ ہم اس لیے کہہ رہے تھے کہ آج بھی سپریم کورٹ میں عام لوگوں کے 60 ہزار مقدمات زیر سماعت ہیں اور فیصلہ نہیں ہو رہا ان کا، پورے ملک میں چھوٹی عدالتوں سے لے کر بڑی عدالتوں تک 24 لاکھ مقدمات پینڈنگ میں پڑے ہیں آج تک اس کا فیصلہ نہیں ہو پا رہا، مدعی مدعا علیہ فوت ہو جاتے ہیں ان کی اگلی نسل بھی بوڑھی ہو کر فوت ہو جاتی ہے پھر ان کی اگلی نسل میں مقدمات منتقل ہوتے ہیں اور عدالتیں اپنے سر سے بوجھ نہیں اتارتیں، جب میں نے یہ بات کہی تو بڑی معصومیت کے ساتھ مجھے کہا گیا کہ جی عدالتوں کے ججوں کی مدت ملازمت میں اضافہ بھی ہم نے چھوڑ دیا، ان کی تعداد میں اضافہ بھی ہم نے چھوڑ دیا، آپ کی عدالتی اصلاحات کی تجویز بھی ہم نے قبول کر لی، آئینی عدالت کی بات بھی ہم نے قبول کر لی، اب تو آپ کی ساری باتیں ہم نے مان لیں اب تو آپ آمادہ ہوں گے ہمیں ووٹ دینے پہ، تو ہمیں کہا گیا کہ اب تو آپ ہمیں ووٹ دیں گے۔ میں نے کہا کہ ووٹ تب دوں گا جب میں آپ کے مسودے کا مطالعہ کرونگا، یہ تو عنوان ہیں جو میں نے کہے تھے معنون کیا ہے؟ اس کی تفصیلات اور جزیات کیا ہیں؟ اس کی تفصیلات کیا ہیں؟ اب وہ ہمیں مسودہ نہیں دکھا رہے تھے، ہم نے کہا جب تک ہم مسودہ نہیں دیکھیں گے ہم کس طرح تائید کریں گے! بہرحال تیسری رات دن سے لے کر رات کے ساڑھے تین بجے تک ہمیں جگائے رکھا، کوئی آ رہا ہے تو کوئی جا رہا ہے، کوئی آ رہا ہے تو کوئی جا رہا ہے، بالآخر ہمیں مسودہ ہاتھ آ گیا جب ہم نے اس کا مطالعہ کیا تو وہ کسی سطح پر بھی ہمارے لیے قابل قبول نہیں تھا، میں ایک چیز کا ذکر کروں گا آپ کے سامنے کہ آئین ملک کے تمام شہریوں کے بنیادی انسانی حقوق کا تحفظ کرتا ہے اس ترمیم میں بنیادی انسانی حقوق کا دائرہ تنگ کر دیا گیا تھا، کچھ استثنائیات ہوتی ہیں ان استثنائیات کا دائرہ وسیع کر دیا گیا تھا، ہم نے کہا کہ یہ تو آئین تباہ ہو جائے گا، کہاں گئی جمہوریت؟ کہاں گئے لوگوں کے انسانی حقوق؟ اور مزید کئی آئینی دفعات پر ہم نے اعتراضات کئے، ہم نے کیا حاصل کیا تفصیل میں جاؤں گا تو پھر تو بڑا وقت چاہیے، 56 نکات پر مشتمل حکومتی مسودہ اس کو ہم 22 نکات پر لے آئے، اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ ہمیں کتنی بڑی صفائی کرنی پڑی اس مسودے کی، آپ دیکھیں گے کہ مسودے کے نکات تو 27 ہیں مگر میں تو 22 کہہ رہا ہوں، یہ پانچ پھر ہم نے خود اپنی طرف سے اس میں ترمیم کروا کے داخل کرا دیئے ہیں تو پھر 27 ہو گئے۔ سود کا خاتمہ کر دیا اب لوگ کہتے ہیں کہ جی آپ نے یکم جنوری 2028ء تک بڑا لمبا وقت دے دیا ہے، او بھئی! میں نے نہیں دیا ہے شریعت کورٹ نے دیا تھا، شریعت کورٹ کا فیصلہ ہے اب یہ آئین کی رو سے ایک بنیادی پالیسی

وجود میں آ گئی، اب دوسری چیز ساتھ پڑھتے جاؤ اسی چیز کے ساتھ کہ یکم جنوری 2028ء سے سود، ربا ممنوع ہوگا، ختم کر دیا جائے گا، اس کے ساتھ کہا گیا ہے کہ شریعت کورٹ جب فیصلہ دیتی تھی اس کے خلاف کوئی ایک عام سی درخواست چلی جاتی تھی تو فیصلہ رک جاتا تھا اور پھر پتہ نہیں قیامت تک کب سپریم کورٹ کا فیصلہ جو ہے اس کے حق میں آتا ہے یا اپیل سنی جاتی ہے یا نہیں سنی جاتی، کوئی بندش آئین میں نہیں تھی، ہم نے اس میں یہ ڈال دیا کہ اب سپریم کورٹ کے پاس صرف ایک سال ہوگا ایک سال تک اس کے خلاف اپیل پر فیصلہ آئے گا اگر فیصلہ ایک سال میں نہ آیا تو شریعت کورٹ کا فیصلہ خود بخود مؤثر قرار پائے گا، اب ان چیزوں کو آپ دیکھیں کہ سپریم کورٹ کو اس بات کا پابند کر دیا گیا ہے کہ وہ اپیل سنے گی، باقاعدہ اپیل سنے گی، صرف ایک عام درخواست نہیں اور باقاعدہ اپیل پر شریعت کورٹ کا ہر فیصلہ، یہ ہو یا کوئی اور اگر ایک سال تک اس کی اپیل پر فیصلہ نہ آیا تو شریعت کورٹ کا اپنا فیصلہ موثر ہو جائے گا۔ اب جب یہ پالیسی آ گئی تو جس وقت سماعت ہوگی تو کیس میں مدعی آئے گا بمقابلہ وفاقی حکومت کے، وفاقی حکومت کا اٹارنی جنرل پیش ہو یا وفاقی حکومت کا وزیر قانون پیش ہو وہ اب پابند ہو گیا ہے کہ وہ اپنی آئین کی روشنی میں رائے دے گا اور اس فیصلے کی مخالفت نہیں کر سکے گا۔ ان ساری چیزوں کو ملا کر پڑھا کرو پھر بات سمجھ میں آئے گی، مجھے نہیں معلوم کہ میں ساری بات سمجھا بھی سکا ہوں یا نہیں۔ ہماری اسلامی نظریاتی کونسل سن 1973ء میں بنی، جب آئین بنا اور یہاں ہم بار بار اس کا ذکر بھی کر چکے ہیں کہ سن 73ء کے آئین کے بعد اس کونسل کی آج تک ایک سفارش پر قانون سازی بھی نہیں ہوئی، وجہ کیا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ اسمبلی میں پیش ہو جاتی ہے آگے جاتی ہے کمیٹیوں کے پاس، ڈمپ ہو جاتی ہے، پڑی رہتی ہے الماریاں بھری ہوئی ہیں، دوبارہ اسمبلی میں لانے کی کوئی پابندی آئین میں نہیں تھی، اب اس دفعہ، اس ترمیم کے ذریعے وہ رپورٹ صرف پیش نہیں ہوگی بحث کے لیے لائی جائے گی جب بحث ہوگی تو یہ ظاہر ہے ایوان دو فریقوں میں تقسیم ہوگا کچھ کہیں گے کہ اس کے مطابق فیصلہ ہونا چاہیے اور بات جائے گی قانون کے مطابق کوئی فیصلہ لانے پر پارلیمنٹ مجبور ہوگی کہ وہ قانون کے مطابق اور سفارشات کے مطابق قانون سازی کریں گے، وہاں تک پہنچانا بھی تو تھا نا تو وہاں تک پہنچانے کا راستہ ہم نے بنا دیا ہے۔

اب یہ ساری چیزیں وہ ہیں کہ میں اب بھی اس کو پیشرفت سمجھتا ہوں ایک کامیاب پیشرفت سے اس کو تعبیر کرتا ہوں، ہم نے اب اس کو کامیاب بنانا ہے اور اس کو روبہ عمل لانے کے لیے آپ کو جاگتے رہنا ہے، جمعیۃ کی تنظیموں کو جاگتے رہنا ہے پبلک میں جانا ہے خاموش نہیں بیٹھنا، ختم نبوت کے مبلغین کا فرض ہوگا کہ وہ جگہ جگہ اپنا موقف لے کر پبلک کو بیدار رکھے اور جو پاکستان کے عوام اس حوالے سے بیدار رہیں گے کوئی مائی کا لال ان قوانین کا اور شریعت کا راستہ نہیں روک سکے گا ان شاء اللہ، لیکن اگر آپ گھروں میں چلے گئے، مدرسوں کی حجروں میں چلے گئے، اس کے بعد پھر ذمہ دار آپ ہوں گے ہم نہیں ہوں گے۔

میرے محترم دوستو! ہم یہاں تک پہنچ گئے ہیں اب ہم نے اس سے آگے جانا ہے، کچھ میں ذرا تھوڑا سا چوں چوں سن رہا ہوں کہ کوئی اور 27ویں ترمیم آ رہی ہے جو اس میں نہیں ہو سکا وہ کیا جائے گا، تمہارا باپ بھی نہیں کر سکے گا! کر کے دکھاؤ ذرا اور پھر اپنا حشر دیکھو کہ تمہارا کیا حشر کیا جاتا ہے، اس طرح آسان نہیں ہے کہ آپ آرام سے کوئی ترمیم لائیں گے اور ہم چوڑیاں پہن کر گھروں میں عورتوں کی طرح بیٹھے رہیں گے یہ بھی نہیں ہوگا ان شاء اللہ۔ یہ نہ سوچیں کہ جن چیزوں کو ہم نے مسترد کیا اور 26ویں ترمیم سے نکالا اسے دوبارہ کسی ترمیم کے ذریعے سے اسمبلی میں لایا جائے گا اور لوٹوں کے ووٹوں سے پاس کرو گے اور پھر وہ چلنے دیں گے ہم! لوٹوں کے ووٹوں سے پاس ہونے والی ترمیم قوم کو قابل قبول نہیں ہوتی، ہم نے سپریم کورٹ سے اپنا فیصلہ واپس لینے پر ان کو مجبور کیا، قومی اسمبلی میں تو ہوں خود بیٹھے ہوئے ہیں! اور اگر کل کلاں ہم اسمبلی میں نہ بھی ہوں تب بھی الحمدللہ باہر آپ لوگ تو ہیں نا، تو پھر مل کر نکلیں گے نا ان شاء اللہ، تو بے فکر رہیں اور یہ بات بالکل صحیح کہی مولانا اللہ وسایا صاحب نے کہ ان پارلیمانی کامیابیوں کے بعد آج پہلے جلسے سے میں خطاب کر رہا ہوں اور وہ بھی ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے تو ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات باصفات کو سامنے رکھتے ہوئے اس کو دل میں حاضر سمجھتے ہوئے عہد کیجیے کہ ہم نے اس ملک کو اسلام کی حقیقی منزل تک پہنچانا ہے ان شاء اللہ العزیز۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔ ☆☆

۴۳ ویں سالانہ دوروزہ آل پاکستان عظیم الشان

ختم نبوت کانفرنس، چناب نگر

... سودی نظام کا خاتمہ، دینی مدارس کی رجسٹریشن بارے پیش رفت جمہوری جدوجہد کا نتیجہ ہے: مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ

... تمام اقوام عالم کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی ہیں: مولانا ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

... ماضی قریب میں سپریم کورٹ کا فیصلہ قادیانیوں کے کفروارتداد کی توثیق: مولانا اللہ وسایا مدظلہ

... بیوروکریسی کی صفوں سے قادیانیوں کو نکالنا ہوگا: مولانا عبدالغفور حیدری مدظلہ

کانفرنس میں علماء ومشائخ کے خطاب

رپورٹ: مولانا عبدالحکیم نعمانی

چناب نگر..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مرکز ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں ۲۴، ۲۵/اکتوبر ۲۰۲۴ء کو منعقد ہونے والی ۴۳ ویں سالانہ دوروزہ ختم نبوت کانفرنس ملکی سلامتی، لبنان اور فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کے لیے پُرسوز دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوگئی۔ سیکورٹی کے حساس اداروں نے پنڈال کو چاروں اطراف سے گھیرے میں لیا ہوا تھا اور سیکورٹی کے پیش نظر قانون نافذ کرنے والے اداروں نے ملحقہ سڑکوں کو خاردار تاروں سے بلاک کیا ہوا تھا۔ کانفرنس کا پنڈال نعرہ تکبیر، اللہ اکبر اور ختم نبوت زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے گونجتا رہا۔ مختلف نشستوں سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ کلیدی عہدوں پر فائز سکہ بند قادیانی ملکی خودمختاری و استحکام اور خارجہ پالیسیوں کے لئے شدید خطرہ ہیں۔ قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹائے بغیر ہمارے ایٹمی اثاثہ جات محفوظ نہیں ہوسکتے۔ چناب نگر میں قادیانی جماعت کی طرف سے بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی پر انسانی حقوق کی تنظیموں کی پُراسرار خاموشی قادیانیت نوازی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ بیوروکریسی میں چھپے ہوئے قادیانی فوج، دینی قوتوں اور جمہوری اداروں میں تصادم اور بداعتمادی کی فضاء پیدا کر کے اپنے مذموم مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچا رہے ہیں۔ امتناع قادیانیت ایکٹ کی روشنی میں قادیانیوں کو اسلامی شعائر، کلمہ طیبہ اور قرآنی آیات اور دیگر اسلامی اصطلاحات وعلامات کے استعمال سے منع کیا جائے۔ مقررین نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ سول اور فوج کے تمام کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹایا جائے۔ بیرون ممالک میں قادیانیوں کی اسلام و ملک دشمن سرگرمیوں کے تدارک کے لئے پاکستانی سفارت خانوں کو قادیانی آماجگاہ بننے سے بچایا جائے۔ کانفرنس کی مختلف نشستوں کی صدارت امیر مرکزیہ پیر حافظ ناصرالدین خاکوانی، خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین صاحبزادہ خواجہ خلیل احمد، مولانا صاحبزادہ نجیب احمد، مولانا محب اللہ لورالائی، مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی نے کی۔ جب کہ کانفرنس سے جمعیت علماء اسلام کے امیر قائد اسلامی انقلاب مولانا فضل الرحمٰن، ناظم اعلیٰ مولانا عبدالغفور حیدری، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا قاری اکرام الحق مردان، مولانا محمد الیاس چنیوٹی ایم پی اے، ڈاکٹر میاں محمد اجمل قادری، ممتاز دانشور سید عدنان کاکا خیل، مبلغین ختم نبوت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، جمعیت علماء پاکستان کے ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر، متحدہ جمعیت اہلحدیث کے علامہ سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، مولانا قاضی ارشد الحسینی، مولانا منیر احمد منور،

سائیں مولانا غلام اللہ ہالیجوی، مولانا مفتی محمد زبیر صلاح، مولانا ولی اللہ راولپنڈی، مولانا قاری عزیز الرحمٰن رحیمی، خواجہ مدثر محمود تونسہ شریف اور مولانا محمد رضوان عزیز سمیت متعدد مذہبی راہنماؤں اور مقتدر شخصیات نے خطاب کیا۔ قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمیں عقیدہ ختم نبوت کی خدمت و حفاظت کی توفیق ملی، پارلیمنٹ میں اس وقت ہم آٹھ ممبران ہیں مگر حق تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے مدارس کی رجسٹریشن کا ڈرافٹ پاس ہوا، مبارک ثانی قادیانی کیس میں غیر ضروری اضافہ جات پر تمام مکاتب فکر کی طرف سے سخت احتجاج ہوا تو سپریم کورٹ کو اپنی پوشیدہ غلطیوں کا اعتراف کرنا پڑا۔ میں بھی زندگی میں پہلی بار تحفظ ختم نبوت کے لیے سپریم کورٹ میں پیش ہوا، سپریم کورٹ کے تفصیلی فیصلہ آنے پر امت مسلمہ میں پائی جانے والی تشویش کی لہر دور ہوگئی۔ قادیانیت نے ایک مرتبہ پھر بری طرح شکست کھائی۔ ہم آخری سانس اور خون کے آخری قطرہ تک عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کریں گے، پاکستان میں کسی کو بھی توہین رسالت کی اجازت نہیں دی جاسکتی، سودی نظام کا خاتمہ، دینی مدارس کی رجسٹریشن کے مراحل کا پایۂ تکمیل تک پہنچنا دینی و جمہوری جدوجہد کا نتیجہ ہے۔

مولانا عبدالغفور حیدری نے کہا کہ میں سب سے پہلے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو چناب نگر میں ختم نبوت کا اجتماع منعقد کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں، مسلمانوں نے آگ و خون کا دریا عبور کر کے خلفاء راشدین کے عادلانہ نظام کے لیے پاکستان کو اسلام کے نام پر حاصل کیا، مسلمانوں نے اپنی مساجد، قبرستان، درگاہیں اور خانقاہیں پاکستان کے حصول کے لیے چھوڑ کر ہجرت کی لیکن بدقسمتی سے پاکستان کا پہلا وزیر قانون ایک ہندو اور پہلا وزیر خارجہ ایک سکہ بند قادیانی ظفر اللہ کو بنایا گیا۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابات کے نتیجہ میں دینی جماعتوں کی قیادت منتخب ہو کر پارلیمنٹ میں آئی، تعداد میں کم ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انہیں پارلیمنٹ پر غلبہ عطا فرمایا۔ مسلمانوں کے نزدیک قادیانی پہلے سے ہی غیر مسلم تھے لیکن پارلیمنٹ میں قادیانیوں کو باقاعدہ آئینی ترامیم کے ذریعے غیر مسلم اقلیت ڈیکلیئر کیا گیا، قادیانیوں نے آج تک اس فیصلے کو تسلیم نہیں کیا۔ قادیانی ختم نبوت اور ملک کے غدار ہیں۔ بیوروکریسی کی صفوں سے قادیانیوں کو نکال باہر کرنا ہوگا۔

خواجہ مدثر محمود تونسوی نے کہا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ معجزات عطا فرمائے، پاکستان کی بنیاد اور تشکیل کلمہ طیبہ پر رکھی گئی تھی، جب ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تو وہ دن تکمیل پاکستان کا دن تھا۔

ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر نے کہا کہ میں ختم نبوت کے قائدین سے لے کر تمام خادمین کا شکر گزار ہوں، امت کے اتحاد سے قادیانیوں کو ہزیمت اٹھانی پڑی، تمام یہود و نصاریٰ قادیانیوں کی پشت پر تھے، مگر امت کے اتحاد کی بدولت قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، مولانا فضل الرحمٰن کو مدارس دینیہ اور اسلامی نظام کی ترجمانی کرنے پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

مولانا سید عدنان کاکاخیل نے کہا کہ تحفظ ختم نبوت کی دعوت و فکر ہماری دینی روایات کا حصہ ہیں، قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے بعد آرام سے بیٹھنا احمقانہ سوچ کی غمازی کرتا ہے، حکومت پاکستان سے ہر دور میں بیرونی قوتوں کی طرف سے مطالبہ رہا ہے کہ قادیانیت کے متعلق آئینی ترامیم اور اسلامی شقوں کو ختم کیا جائے، قادیانیوں سے ہمدردی کرنے والے استعماری وصیہونی گماشتے آپ کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہیں، ہمیں اپنے اپنے علاقوں میں مقامی طور پر عقیدہ ختم نبوت کی جدوجہد کے دائرہ کار کو وسیع کرنا ہوگا۔

مولانا محمد الیاس چنیوٹی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم محسوس کر رہے ہیں کہ یہودیوں نے جیسے فلسطینیوں کی زمین پر قبضہ کر کے اسرائیل آباد کیا اسی طرح قادیانی زمینیں خرید کر مرزائیل بنانے میں مصروف ہیں۔ امتناع قادیانیت آرڈی نینس پر سختی سے عملدرآمد کرایا جائے جب حکومت اسلامی دفعات کا دفاع نہیں کرے گی تو تب لوگ قانون کو ہاتھ میں لینے پر مجبور ہوں گے، ہم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے دفاع کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں گے۔

مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ سیشن کورٹوں سے لے کر سپریم کورٹ اور وفاقی شرعی عدالت تک تمام عدالتیں قادیانیت کے کفر پر مہر تصدیق ثبت کر چکی ہیں، ماضی قریب میں سپریم کورٹ کا فیصلہ قادیانیوں کے کفر و ارتداد کی توثیق کر چکا ہے، قادیانیت کے ختم ہونے کا وقت قریب ہے ہم سب کو ناموس رسالت کے لیے اپنے فرائض منصبی ادا کرنے ہوں گے۔

مولانا محمد عاطف حنفی نے کہا کہ جو شخص ختم نبوت پر پہرہ دے گا، اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں کامیابیوں سے سرفراز فرمائے گا۔

قاری اکرام الحق مردان نے کہا کہ نبوت

کے جھوٹے دعویدار اور توہین رسالت کرنے والوں پر زمین تنگ کر دی جائے۔ قادیانیت کا زہریلا سانپ عالمی قوتوں کی پشت پناہی اور پرورش کی وجہ سے زہریلا اژدہا بن گیا ہے۔

مولانا پیر ناصر الدین خاکوانی مدظلہ نے کہا کہ علماء کرام اور اسلامیان پاکستان تحفظ ختم نبوت اور دفاع ناموس رسالت کے مقدس مشن کی آبیاری کو دنیا و آخرت کی سب سے بڑی کامیابی سمجھتے ہیں، جو بھی نبوت کے سایہ میں آئے گا، نبوت کا نور پائے گا۔ تمام اقوام عالم کے نبی حضرت محمد ﷺ ہی ہیں۔ دنیا کا امن شریعت پر عمل کرنے سے ہی ممکن ہے۔ نظام شریعت کے نفاذ سے دنیا میں امن قائم ہوگا۔

مفتی محمد رضوان عزیز نے کہا کہ اس امت کے علماء قرآن وسنت کے وارث ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی آمد ثانی کے بعد بھی شریعت محمدیہ پر عمل کریں گے۔

مفتی محمد شاہد مسعود نے کہا کہ ختم نبوت کا پلیٹ فارم تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور تمام شعبۂ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کا پلیٹ فارم ہے۔ حکومت میں قادیانیوں کو ہر طریقہ سے پروموٹ کیا جارہا ہے۔ سوچی سمجھی سازش کے تحت مسلمانوں پر قادیانیوں کو اور اسلام دشمن قوتوں کو مسلط کیا جارہا ہے۔

مولانا سائیں غلام اللہ ہالیجوی نے کہا کہ قادیانی اگر تعصب کی عینک اتار کر مرزا قادیانی کی کتب پڑھیں تو ان پر اسلام کی حقیقت واضح ہو جائے گی اور انہیں معلوم ہوگا کہ مرزا قادیانی کی کتب تضادات کا مجموعہ اور الحاد و ارتداد کا چربہ ہیں۔ تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ کم از کم اپنی فیملیوں کے تمام افراد کو ختم نبوت پر ایک آیت اور ایک حدیث زبانی یاد کروائیں۔

مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری نے کہا کہ مسلمانوں کا یقین محکم ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ذوالفقار علی بھٹو سے تحفظ ختم نبوت اور تردید قادیانیت کا کام لیا۔ میں اکابرین ختم نبوت کی عظمتوں کو سلام کرتا ہوں۔

مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے والوں سے بڑھ کر اور کوئی صلحاء کی جماعت نہیں ہے، پورے ملک میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تمام مکاتب فکر کے علماء کرام کا گلدستہ سجا کر اتحاد و یگانگت کا درس دیتی ہے، میں قادیانیوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ تم جس رنگ میں بھی آؤ گے ہم تمہیں نورِ ایمانی سے پہچان لیتے ہیں۔

مولانا محمد انس نے کہا کہ قادیانیوں کی تکنیک یہ ہے کہ سادہ لوح مسلمانوں کو مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت سے پہلے کی تحریریں دکھاتے ہیں، قادیانی مربیوں کا اپنے منسوخ شدہ عقائد کو پیش کرنا یہ بتلاتا ہے کہ تمہارا ماضی کے عقائد کی طرف آنے کو جی چاہتا ہے۔

مفتی خالد میر کشمیر نے کہا کہ ہم تحفظ ناموس رسالت اور ختم نبوت کے لئے سیسہ پلائی دیوار ہیں۔ ناموس رسالت کے لئے پس دیوار زنداں جانا اور اپنے خون کا نذرانہ پیش کرنا سعادت سمجھتے ہیں۔

مولانا نور محمد ہزاروی نے کہا کہ ختم نبوت پر ایمان کے بغیر نماز، روزہ اور دیگر عبادات بے سود ہیں۔ ختم نبوت کا غدار اور ناموس رسالت پر حملہ کرنے والا مسلم سوسائٹی کا حصہ نہیں رہتا، آپ ﷺ کی ختم نبوت کی پہرہ داری کرنا والہانہ محبت وعشق کا اظہار ہے۔

مولانا خالد عابد نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانی جماعت کو خلاف قانون قرار دیا جائے اور قادیانی جماعت کے تمام دفاتر اور نیٹ ورک سیل کیا جائے۔ تعلیمی اداروں میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر نظر رکھی جائے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا قافلہ تردید قادیانیت کے لئے پوری آب وتاب کے ساتھ جاری وساری ہے۔

مولانا محمد رضوان عزیز نے کہا کہ قادیانی نوخیز نسل کو گمراہ کرنے کے لئے اپنا روایتی طریقہ بدل کر سوشل میڈیا پر مسلمانوں میں اسلام سے متعلق شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ قادیانیوں کا کفر یہودیوں اور عیسائیوں کے کفر سے بڑھ کر زندقہ تک پہنچ چکا ہے۔

علاوہ ازیں کانفرنس کی مختلف نشستوں سے مولانا راشد مدنی ٹنڈو آدم، مولانا شعیب گنگوہی، رانا عثمان قصوری، حافظ طاہر بلال چشتی، مولانا محمد قاسم گجر، امین برادران، قاری احسان اللہ، قاری محمد عثمان مالکی، مولانا نجیب الاسلام چارسدہ، مولانا محمد یوسف ثانی، مولانا عبدالستار گورمانی، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا محمد عارف شامی، مولانا تجمل حسین، مولانا محمد طیب اسلام آباد، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا محمد طارق معاویہ، مولانا حنیف سیال، مولانا توصیف احمد، مولانا ظفر اللہ سندھی، مولانا محمد سلمان، مولانا شرافت، مولانا محمد سلطان، مولانا سمیع اللہ، مولانا عمر حیات سیال، مولانا عبدالعزیز لاہور، مولانا محمد ابراہیم ادہمی سمیت مختلف دینی و سیاسی جماعتوں کے راہنماؤں نے خطاب کیا۔☆☆

بانئ دارالعلوم دیوبند

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ..... ایک عہد ساز شخصیت

تیسری اور آخری قسط

مولانا مقبول احمد سیوہارویؒ

حضرت حاجی امداد اللہؒ نے کیا فرمایا:

حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ فرمایا کرتے تھے: ’’حق تعالیٰ اپنے بندوں کو جو اصطلاحی عالم نہیں ہوتے (باقاعدہ کسی مدرسہ میں سند نہیں لیتے) ایک لسان (زبان) عطا کرتے ہیں۔ حضرت شمس تبریزؒ کو مولانا رومؒ لسان عطا ہوئے، جنہوں نے حضرت شمس تبریزؒ کے معارف اپنی زبان میں ادا کیے اور مجھے مولوی محمد قاسم لسان عطا ہوئے ہیں۔‘‘

گویا حضرت مولانا محمد قاسمؒ حاجی امداد اللہ صاحبؒ کی زبان تھے کہ جو معارف ان کے قلب پر وارد ہوتے تھے، مولانا محمد قاسمؒ اپنی زبان سے انہیں ادا کردیتے تھے۔

ایک موقع پر یہ بھی فرمایا: ’’مولوی صاحب کی تقریر اور تحریر کو محفوظ رکھا کرو! ایسے لوگ کبھی پہلے زمانہ میں ہوتے تھے، اب نہیں ہوتے۔‘‘

ایک دفعہ میرٹھ میں مثنوی شریف پڑھانی شروع کی۔ مولانا محمد یعقوبؒ لکھتے ہیں کہ دو چار شعر ہوئے، پھر ایسے عجیب وغریب مضامین بیان فرمائے کہ اس سے پہلے کہیں سننے میں نہ آئے تھے۔ ’’جیسے استاد، ویسے شاگرد۔‘‘

راقم الحروف نے حضرت مولانا احمد حسن امروہویؒ، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اور حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کو دیکھا ہے۔ فیض قاسمی نے ان کو بھی ایسا بنادیا تھا کہ جب اور جہاں کہیں بھی بیان ہوتا، لوگ ان کے مطالب ومعانی کو سن کر دنگ ہوجاتے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تمام علوم پر ان بزرگوں کو قدرت حاصل ہوگئی ہے۔

مولانا انور شاہؒ کا حافظہ اور ذہانت، علم اور ہمہ گیری، حضرت شیخ الہندؒ کا درجۂ حدیث اور حقیقت شناسی، مولانا احمد حسن امروہویؒ کا اندازِ بیان اور اثر؛ جو بھی دیکھتا بے ساختہ پکار اٹھتا: ’’جیسا باپ ویسا بیٹا، جیسا استاد ویسا شاگرد، جیسا درخت ویسا پھل۔‘‘ کس کس کا نام لوں، کس کس کی تعریف کروں! ہر ایک صاحبِ علم وعمل گزرا ہے۔

کم پڑھے لکھے عالم:

حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کا فیض صحبت اور حضرت حاجی امداد اللہؒ اور مولانا محمد یعقوبؒ کی ہم نشینی جسے بھی میسر آگئی، چمک اٹھا۔ سورج کی چمک سے ریت میں ملے ہوئے ذرے بھی چمک جاتے ہیں۔

عالم تو خیر عالم ہیں، جنہوں نے پڑھا لکھا نہ تھا اور ان بزرگوں کے پاس بیٹھ گیا؛ کیا سے کیا ہوگیا۔

برس گزر گئے، پچاس یا اس سے بھی زیادہ، مراد آباد میں مولانا حکیم محمد صدیقؒ کے ہاں حضرت امیر شاہ خان صاحبؒ تشریف لائے تھے۔ مولانا محمد صدیق صاحبؒ حضرت نانوتویؒ کے خاص لوگوں میں تھے اور حضرت نانوتویؒ نے انہیں اپنا خلیفہ بھی بنایا تھا۔ امیر شاہ خانؒ مینڈھو کے رہنے والے پٹھان تھے۔ تن وتوش پٹھانوں کا سا، قوت اور دلیری پٹھانوں کی جیسی، غالباً اس وقت پچاسی یا نوے سال کی عمر ہوگی۔ صبح سے شام تک ایک نشست سے بیٹھے رہتے، درمیان میں ضروریات اور نماز کے لئے اٹھتے اور پھر اسی شان سے بیٹھ جاتے۔

ایسے مضامین اور مسائل کی شرح کرتے کہ عام مولویوں کو ہوا بھی نہ لگی تھی۔ علماء اور طلبہ کا تانتا لگا رہتا اور خان صاحب کے معارف ومطالب کا دریا رواں رہتا۔

ہائے کیا زمانہ تھا! جس نے بھی سنا کہ حضرت حاجی امداد اللہ، مولانا گنگوہی، مولانا محمد قاسم رحمہم اللہ تعالیٰ کے مجلس نشین مراد آباد آئے ہیں؛ دوڑا چلا آیا۔ سنبھل کے، امروہہ کے، بچھرایوں کے، ضلع بجنور کے لوگوں نے قدم بوسی کی۔ باتیں کرتے تو معلوم ہوتا تھا پھول بکھر رہے ہیں۔ اللہ اور رسول کا بیان، شرعی مسائل کی تعلیم، ان بزرگوں کا حال۔ راقم فقیر کو بھی دید میسر آئی تھی۔

مولانا محمد قاسمؒ کے حکم میں اثر تھا، اشارہ میں اثر تھا، ہدایت میں اثر تھا۔ اشارہ کے اثر کا بڑا پرلطف قصہ ہے:

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ

فرمایا کرتے تھے: میں تعلیم پوری کر چکا تو حضرت نانوتویؒ نے دیوبند کے مدرسہ میں مجھے مدرس پنجم بنا دیا، تنخواہ پندرہ روپے مقرر ہوئی۔ مجھے خبر لگی تو گھبرا گیا کہ جو کچھ بھرم ہے؛ وہ بھی کھل جائے گا۔ یہ سوچ کر چھپ گیا۔ حضرتؒ نے تلاش بھی کرائی مگر میں پھر بھی چھپا رہا۔ آخر کب تک؟ ہاتھ لگ گیا اور حضرتؒ کی خدمت میں پہنچ گیا۔ حضرت نے فرمایا: ''میاں محمود! یہ تم نے کیا کیا؟'' میری آنکھوں میں آنسو آ گئے اور عرض کیا: ''حضرت! مجھے تو آپ کی باتیں بھلی معلوم ہوتی تھیں، سنتا تھا تو لذت ملتی تھی، پڑھنے کا حیلہ کر کے سبق میں بیٹھ جاتا تھا، میں نے پڑھنے کی نیت سے پڑھا ہی کیا ہے، جو دوسروں کو پڑھاؤں؟''

حضرتؒ نے مسکرا کر فرمایا: ''محمود! سامنے آؤ، پھر پیٹھ پر تھپکی دے کر فرمایا: ''جاؤ، جاؤ، جا کر پڑھاؤ، تمہیں تو بہت کچھ پڑھانا ہے۔''

سب جانتے ہیں کہ یہی محمودؒ اپنے شیخ کے اشارہ پر کہاں سے کہاں پہنچ گئے اور آگے چل کر شیخ الہندؒ کے نام سے مشہور ہوئے۔

کسی نے سچ کہا ہے: ''بس اک نظر تیری کافی ہے عمر بھر کے لئے۔''

اب ذرا حکم کا اثر دیکھئے:

شاہ جہاں پور کے وعظ کا حال تم نے پڑھا ہے، اس وعظ میں حضرت مولانا احمد حسن امروہویؒ بھی موجود تھے۔

شاہ جہاں پور میں کسی نے درخواست کی کہ حضرتؒ نے جو تقریر شاہ جہاں پور میں کی تھی وہ تقریر سننے کو مل جائے تو زہے قسمت!

حضرتؒ نے مولانا احمد حسن امروہویؒ کو حکم دیا کہ تقریر کرو۔

مولانا احمد حسنؒ بولے کہ تقریر تو بے شک میں نے سنی ہے، مگر یہ کب خیال تھا کہ سنانی پڑے گی! ورنہ کچھ پہلو یاد رکھتا۔ حضرتؒ نے حکم دیا تو کھڑا ہو گیا۔ تقریر شروع کی تو کچھ دیر تو ہوش رہا۔ پھر ایسا معلوم ہوا جیسے بے ہوشی میں بول رہا ہوں۔

تقریر ختم ہوئی تو سننے والے حیران رہ گئے اور بولے: یہ تو وہی تقریر ہے جسے حضرت مولاناؒ نے فرمایا۔ وہی آن بان، وہی شان، وہی الفاظ و معانی!

مولانا محمد قاسمؒ دیوبند میں چھتہ کی مسجد میں رہتے تھے، اسی میں ایک حجرہ تھا، جس میں فقط ایک چٹائی بچھی رہتی تھی۔ نئی چٹائی نہیں، پرانی پھٹی ہوئی چٹائی۔ مجلس درس بھی اسی میں تھی اور جن خوش نصیبوں پر توجہ خاص تھی، ان کی تربیت باطنی بھی یہیں ہوتی تھی۔

ان خوش نصیبوں میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، مولانا احمد حسن محدث امروہویؒ، مولانا عبدالعلی محدث دہلویؒ، مولانا فخر الحسن گنگوہیؒ، مولانا محی الدین مراد آبادیؒ وغیرہ تھے۔

مخصوص شاگرد جس طرح حالتِ قیام میں حاضر رہتے اور اپنے استاد اور مرشد کی خدمت میں وقت گزارتے، سفر اور جلسوں میں بھی ساتھ رہتے اور اس طرح اپنے شیخ اور استاد کے رنگ میں رنگتے چلے گئے اور ایسے فیوض و برکات حاصل کیے کہ ان میں سے ہر ایک کی زندگی جواہرات معنوی سے آراستہ اور سجی ہوئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے سامنے بخاری شریف کا درس:

پنجاب کے علاقہ میں پنجلاسہ میں ایک بزرگ رہتے تھے، راؤ عبدالرحمٰن ان کا نام تھا، کشف اس درجہ کا تھا کہ اگر کوئی بچہ کی پیدائش آسان ہونے کے لئے تعویذ لینے آتا تو یہ بھی بتا دیتے کہ لڑکا ہو گا یا لڑکی۔

لوگوں نے پوچھا: حضرت! یہ بات کیسے معلوم ہو جاتی ہے؟

فرمایا: جب کوئی تعویذ لینے آتا ہے تو پیدا ہونے والے بچہ کی صورت سامنے آ جاتی ہے۔

راؤ عبدالرحمٰن سے حاجی امداد اللہ صاحبؒ بھی کبھی کبھی ملنے جاتے اور مولانا محمد قاسمؒ بھی ملتے۔

ایک دفعہ حضرت نانوتویؒ نے راؤ صاحب سے دعا کی درخواست کی تو راؤ صاحب بولے:

''بھائی! تمہارے لئے کیا دعا کروں؟ میں نے اپنی آنکھوں سے تمہیں شہنشاہِ دو جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بخاری شریف پڑھتے دیکھا ہے۔''

حضرت نانوتویؒ کی رگ رگ میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت رچی ہوئی تھی۔ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی ذکر کرتا، حضرتؒ کا رنگ بدل جاتا اور کانپنے لگتے۔

مولانا منصور علی خانؒ نے لکھا ہے کہ مولانا حج کو تشریف لے گئے اور مدینہ منورہ کی طرف چلے تو جس وقت روضۂ مطہرہ نظر آیا؛ جوتے اتار دیئے، اور ننگے پاؤں چلنے لگے۔ اندھیری رات تھی، پتھریلی اور نوکیلی زمین، مگر حضرت والہانہ چلے جا رہے تھے۔ مولانا منصور علیؒ کو بھی پٹھانی کے زور میں طرارہ (تیزی کے ساتھ اچھل کر آگے بڑھنا) آیا اور جوتے اتار دیے، مگر نکیلی پتھریاں پاؤں میں چبھیں تو دوبارہ پہن لیے، مگر حضرتؒ اسی طرح چلتے رہے اور رات کے اندھیرے میں پتھریلی اور نوکیلی زمین کے راستہ پر کئی میل چلتے رہے، مولانا منصورؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرتؒ

کے پیروں پر نہ آبلے تھے، نہ خون کا اثر تھا۔ یہ محبت کی طاقت تھی! یہ عشق رسول کی طاقت تھی!

’’یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا‘‘

دیو بند کے طلبہ میں غرور پیدا نہ ہو:

مولانا احمد حسن صاحب امروہوی ؒ امروہہ کے سادات میں سے تھے، بچپن سے ناز ونعمت میں رہے تھے، دیو بند گئے اور حضرت نانوتوی ؒ کی ہم نشینی میسر آئی تو حضرت ؒ کے طور طریق دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

ایک مرتبہ ایک پھٹے حال غریب مزدور جو کسی چھوٹی برادری کا تھا، حضرت ؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعوت کی، ساتھ ہی تمنا ظاہر کی کہ حضرت ؒ میرے جھونپڑے پر تشریف لائیں۔ مولانا احمد حسن ؒ کو یہ سن کر بہت غصہ آیا، مگر بول نہ سکے۔ مولانا نانوتوی ؒ نے تاڑ لیا کہ اس امیر زادہ سید کو اس غریب کی، جو نیچ ذات کا مانا جاتا ہے، یہ بات ناگوار ہوئی ہے۔ فرمایا تو کچھ نہیں، لیکن اس کے بعد جو کوئی بھی دعوت کے لئے آتا، شرط کر لیتے کہ مولوی احمد حسن امروہوی کو ساتھ لاؤں گا۔ اس کے بعد مولانا ؒ کو کن کن گھروں پر جانا پڑا! اسے کون بتا سکتا ہے، مگر فائدہ یہ ہوا جیسا کہ خود مولانا احمد حسن ؒ نے اقرار کیا ہے کہ دل سے کسی غریب کی دعوت قبول کرنے کی ناگواری نکل گئی اور سمجھ گئے کہ بڑائی اور کمتری ذات کی نہیں، عمل کی ہے۔

مولانا احمد حسن ؒ خوش لباس بھی تھے، اعلیٰ قسم کے جوڑے بدلتے تھے، راقم نے ضعیفی میں بھی انہیں بہترین لباس میں دیکھا ہے۔

ایک دفعہ کسی نے گاڑھے کا تھان پیش کیا، حضرت ؒ نے درزی کو بلا کر ہدایت کی کہ ایک میرا انگرکھا اور ایک مولانا احمد حسن کا بنا لاؤ۔

دونوں انگرکھے آ گئے تو مولانا نانوتوی ؒ نے ایک انگرکھا مولانا احمد حسن ؒ کو دے کر فرمایا: ’’اسے پہنو۔‘‘

انگرکھا مولانا احمد حسن ؒ لے کر چلے گئے اور اپنے صندوق میں رکھ دیا، کئی دن تو حضرت ؒ نے کچھ نہ فرمایا، مگر پھر تقاضا کیا کہ وہ انگرکھا پہنا کیوں نہیں؟ مولانا احمد حسن ؒ کو مجبور ہو کر گاڑھے کا انگرکھا پہننا پڑا، اور اس طرح خوش لباسی کی فوقیت کا مرض مرشد نے دور کرا دیا۔

باپ کی اطاعت:

مولانا ؒ اپنے باپ کے بڑے اطاعت گزار تھے۔ جس زمانہ میں حضرت ؒ کی شہرت ہندستان کے گوشہ گوشہ تک پہنچ چکی تھی، حضرت ؒ کے والد شیخ اسد علی ؒ نانوتہ میں رہتے تھے۔ جب کبھی حضرت ؒ وطن تشریف لے جاتے، دستور یہ تھا کہ گھر میں جانے سے پہلے کچھ دیر کے لئے مسجد میں قیام فرماتے اور سفر سے گھر پہنچنے پر دوگانہ نفل ادا فرماتے۔ نانوتہ کے لوگوں کو معلوم ہو جاتا تو دوڑ دوڑ کر مسجد میں حضرت ؒ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور مزاج پرسی کرتے، ان میں حضرت ؒ کے والد شیخ اسد علی بھی ہوتے۔

جوں ہی حضرت ؒ کی نظر والد صاحب ؒ پر پڑتی، گھبرا کر لپکتے اور قدم چومنے کی کوشش کرتے، والد صاحب ؒ سینہ سے لگا لیتے، سر پر ہاتھ پھیرتے۔ مولانا ؒ بچوں کی طرح کھڑے رہتے اور سر اور کمر پر ہاتھ پھرواتے۔

حضرت مولانا ؒ کو حقہ سے سخت نفرت تھی اور شیخ اسد علی ؒ حقہ کا شوق کرتے تھے، گھر میں جاتے تو پوچھتے: ’’باوا جی! آپ کی چلم میں آگ بھی ہے یا نہیں؟‘‘

وہ کہتے: بڑی دیر سے ٹھنڈا رکھا ہے۔ حقہ کو اٹھاتے تازہ کرتے اور باپ کی خدمت میں پیش کر دیتے تھے۔

حضرت نانوتوی ؒ امامت بہت کم کرتے تھے:

فرمایا کرتے تھے: دعوت کا کھانا اور جماعت کی نماز ایسی چیزیں ہیں، جن سے اپنے اوپر بوجھ نہیں پڑتا۔ نہ دعوت کھانے میں فکر ہوتی ہے نہ امام کے پیچھے نماز پڑھنے میں۔ جماعت میں اللہ اکبر کہہ کر کھڑے ہو گئے۔ کچھ خبر نہیں، کیا ہوگا! سب بوجھ امام پر۔

اتفاق سے مجبور ہو جاتے تو امامت فرما لیتے۔ چھتہ کی مسجد میں جہاں حضرت ؒ کا قیام تھا، امامت کے فرائض مولانا محمد یعقوب ؒ کے سپرد تھے۔ ایک دن صبح کی نماز میں مولانا یعقوب ؒ کو آنے میں دیر ہو گئی اور لوگوں نے حضرت ؒ کو مجبور کیا تو نماز پڑھانے کھڑے ہو گئے۔ پہلی رکعت میں سورۃ الحاقہ پڑھی، سورۃ الحاقہ میں قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر ہے۔ مقتدیوں میں حضرت امیر شاہ خان ؒ بھی تھے، ان کا بیان ہے کہ جب تک حضرت ؒ قرأت فرماتے رہے؛ ایسا معلوم ہوتا رہا کہ حشر کا میدان سامنے ہے، حساب و کتاب شروع ہو گیا ہے، ہر ایک کے اعمال نامے ہاتھوں میں دیے جا رہے ہیں۔ بس یوں سمجھو کہ سورۃ الحاقہ میں جو مضامین ہیں؛ وہ سب آنکھوں کے سامنے آ گئے۔

دیو بند کے مدرسہ سے کچھ نہ لیتے تھے:

سچ پوچھو تو دیو بند کا مدرسہ حضرت ؒ ہی کا بنایا ہوا ہے، اور جو کچھ اس میں ترقی اور تعلیم کی خوبی، فیضانِ حدیث اور فقہ کی روشنی ہے؛ حضرت ہی کی توجہ سے ہے، مگر مالی فائدہ حضرت ؒ نے کبھی

مدرسہ سے نہیں اٹھایا۔ شروع شروع ممبرانِ شوریٰ نے درخواست کی کہ حضرتؒ مدرسہ سے کچھ ماہانہ قبول فرمائیں، مگر انکار فرمادیا۔ احتیاط کا یہ حال تھا کہ اگر کبھی مدرسہ کے قلم دوات سے اپنا خط بھی لکھ لیتے تو فوراً ایک آنہ مدرسہ کے خزانے میں داخل کردیتے اور فرماتے کہ: ”یہ بیت المال کی دوات ہے، اس پر تصرف جائز نہیں ہے۔“

گرمی کے زمانہ میں مدرسہ نے ایک سردخانہ تیار کیا۔ دارالعلوم کے مہتمم مولانا رفیع الدین صاحبؒ نے عرض کیا کہ سردخانہ تیار ہوگیا ہے، دوپہر کو آرام فرمالیا کیجئے۔ حضرتؒ نے فرمایا: نہیں! یہ طالب علموں کا حق ہے، اور کبھی سردخانہ میں آرام نہیں فرمایا۔

حضرت مولانا محمد قاسمؒ جن کا ہم ذکر کر رہے ہیں، بڑے سیدھے سادے تھے۔ بغیر کُرتے کے ایک انگرکھا پہنے رہتے تھے اور ٹوپی یا پگڑی استعمال کرتے تھے۔ انہیں دیکھ کر کوئی یہ نہیں سمجھتا تھا کہ یہ اتنے بڑے عالم ہیں۔ فارسی کے عالم، عربی کے عالم، فقیہ، محدث، فلسفی، اقلیدس اور حساب کے ماہر، دینیات کے اور مناظرہ کے امام! وہ چاہتے بھی نہ تھے کہ لوگ عالم سمجھ کر ان کی تعظیم کریں۔ وہ مولوی اور مولانا کے خطاب سے خوش نہ ہوتے تھے، کوئی نام لے کر پکارتا تو خوش ہوجاتے۔ انہوں نے کوٹھیاں نہیں بنائیں، بڑے بڑے باغ نہیں لگائے، علاقہ نہیں خریدا، ریشم کے تکیے اور گدے نہیں سجائے۔ مگر ان کا ذکر لوگوں کی زبان پر ہے، ان کا ذکر بڑے بڑے مدرسوں میں ہے۔ وہ دلوں میں بسے ہوئے ہیں۔ جو نسلیں آتی ہیں، انہیں یاد کرتی ہیں اور دعائیں دیتی ہیں۔

تاریخ کی کتابوں میں بادشاہوں کا ذکر ہے، فوج کے جرنیلوں کا ذکر ہے، نامور لوگوں کا ذکر ہے، مگر دلوں میں ان کی یاد نہیں ہے۔ حضرت مولانا محمد قاسمؒ کی یاد دلوں میں ہے، اور جب تک علم دین کی لگن رکھنے والے باقی رہیں گے؛ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو کوئی بھولے گا نہیں۔

مولاناؒ کی محبت ایسی ہے کہ برس گزر گئے، ان کی یاد باقی ہے اور یہ یاد ہمیشہ باقی رہے گی۔

”ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما“

☆☆ .... ☆☆

فرقہ مہدویہ کے بارے میں فتویٰ جات

س:.... مہدوی فرقہ کے بارے میں تفصیلی حالات درکار ہیں؟

جواب:.... فتوی(ھ):2315=1855-1430/12 جونپور میں ایک شخص پیدا ہوا تھا، جس کو سید محمد جونپوری کہا جاتا ہے، اس نے ۹۰۵ ہجری میں اپنے متعلق مہدی ہونے کا دعویٰ کیا جب کہ احادیث صحیحہ صریحہ میں جو علامات امام مہدی علیہ السلام کی بتلائی گئی ہیں وہ علامت وشناخت اس میں موجود نہ تھی، مہدوی فرقہ کا عقیدہ ہے کہ سید محمد جونپوری کی تصدیق فرض ہے، جو مسلمان ۹۰۵ھ کے بعد آئے اور آئندہ آئیں گے ان میں جو سید محمد جونپوری کو مہدی نہ مانیں گے وہ سب (نعوذ باللہ منہ مہدوی فرقہ کے نزدیک) کافر مطلق ہوں گے اور مسلمان صرف مہدوی فرقہ کے لوگ ہوں گے یہ اور اسی جیسے نظریاتِ واہیہ وعقائد باطلہ خود مہدوی فرقہ کی کتابوں میں لکھے ہیں، علامہ ابورجاء محمد رحمہ اللہ نے ایک کتاب [ہدیۂ مہدویہ] لکھی ہے، اس میں مہدوی فرقہ کی کتابوں سے عقائد فاسدہ نقل کیے ہیں، اس سے زیادہ تفصیل مطلوب ہو تو فتاوئ رحیمیہ جلد ہفتم (ص ۳۹ تا ص ۸۰) مطبوعہ راندیر سورت گجرات) (ب) مشکوٰۃ شریف کی شرح مرقاۃ جلد دہم ص: ۱۷۹ (مطبوعہ ملتان) (ج) [ہدیۂ مہدویہ] ملاحظہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء، دارالعلوم، دیوبند

سوال:.... کیا مہدوی فرقے کے بانی نے کہیں خدا ہونے کا دعویٰ بھی کیا تھا؟

جواب:.... فتوی(ھ):1025=833-1431/6 اس فرقے کے بانی کے ایک واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کو اپنے متعلق خدا ہونے کا گمان تھا، چنانچہ اس فرقے کے بانی سید محمد جونپوری معروف بہ میراں صاحب ایک مرتبہ اپنے ایک مرید کو قرآن کی تلاوت کروا رہے تھے اسی دوران ایک اور معتقد ملاقات کے لیے آئے تو میراں صاحب نے اشارہ سے انھیں روک دیا اور پھر بعد میں اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ ”تم جس وقت آئے تھے اس وقت خدا اپنے بندے کو اپنی زبان سے (قرآن کی) تعلیم دے رہا تھا اگر تم چند قدم اور آگے آتے تو (جلالِ الٰہی سے) یقیناً جل جاتے۔“ (کتاب پنج فضائل: ۶۸، بحوالہ مطالعہ مہدویت) اسی طرح ان کے مریدین کی باتوں سے بھی پتہ چلتا ہے کہ انھوں نے ان کو خدا مان رکھا تھا چنانچہ ایک معتقد ان کی شان میں کہتا ہے کہ: ”اے مہدی آخر زمان معنا محمد آئے تم بارک اللہ مرحبا مانند احمد آئے تم مہر ولایت نامور پشت پر لیے ہوئے بحرِ حقائق میں رواں بے میم احمد آئے تم، نیز ان کے ایک مرید میراں صاحب کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ”پھوٹ جائیں وہ آنکھیں (جو یہ سمجھتی ہیں کہ انھوں نے) مہدی کو دیکھا ہے، بندے نے تو ذات مہدی میں اپنے خدا کو دیکھا۔“ (شواہد الولایت: ۳۵۸، بحوالہ مطالعہ مہدویت) واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء، دارالعلوم، دیوبند

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء..... حقائق وواقعات

قسط:۹

مولانا مفتی خالد محمود مدظلہ

اس موقع پر حزب اختلاف کی جماعتوں کے کردار کو داد نہ دینا بے انصافی ہوگی، سیاسی جماعتوں کا مزاج ہی کچھ ایسا ہوتا ہے کہ وہ کسی مناسب موقع سے سیاسی فائدہ اٹھانے سے نہیں چوکتیں، مگر ہماری تحریک بحمد اللہ! خالص دینی تھی، صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اور آپ کی ختم نبوت کی آئینی حفاظت اس کا مشن تھا، اس لیے جو جماعتیں بھی مجلس عمل میں شامل ہوئیں انہوں نے پوری شدت کے ساتھ اس مقدس تحریک کو سیاسی آلائشوں سے پاک رکھنے کا عزم کیا اور عملی طور پر اس کا پورا پورا مظاہرہ بھی کیا، اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔

قومی پریس پر سخت پابندیاں عائد تھیں، تحریک کی خبروں کی اشاعت چھن چھن کر ہوتی تھی اس کے باوجود قومی پریس نے مسلمانوں کی ملی تحریک سے حتی الامکان ہمدردی اور تعاون کا مظاہرہ کیا، خصوصیت کے ساتھ نوائے وقت لاہور نے بڑے بصیرت افروز اداریے اور مقالے شائع کئے، انصاف یہ ہے کہ دیگر دینی جرائد کے ساتھ نوائے وقت کا اس مقدس تحریک میں بہت ہی بڑا حصہ ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذمہ دار اصحاب کو بہت ہی جزائے خیر عطا فرمائے اور دنیا و آخرت میں اس کا بہترین اجر عطا فرمائے۔

ناسپاسی ہوگی اگر ہم اس موقع پر عالم اسلام کی ان مایۂ ناز اور پُروقار شخصیتوں کا ذکر نہ کریں جنہوں نے اس نازک موقع پر پاکستان کے مسلمانوں سے ہمدردی فرمائی اور ارباب حل وعقد کو اپنے قیمتی مشوروں سے مستفید کیا میں ان کی خدمت میں پاکستان کے تمام مسلمانوں کی طرف سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

اس مسرت و شادمانی کے موقع پر ہمیں اپنے ان بزرگوں کی یاد آتی ہے جنہوں نے اپنی ساری زندگی اس کے لیے بے چینی میں گزاری، حضرت الاستاذ امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری، حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی، حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری، حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائپوری، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا لال حسین اختر اور دیگر بہت سے اکابر رحمہم اللہ نے اپنے وقت میں مرزائی فتنہ کے استیصال کے لیے اپنی ہمتیں صرف فرمائیں، حق تعالیٰ ان کو بہترین درجات عطا فرمائے کہ انہی کی جوتیوں کے طفیل آج مسلمانوں کو کامیابی نصیب ہوئی۔ یہاں خصوصیت سے علامہ اقبال مرحوم کا تذکرہ ضروری ہے کہ سب سے اول انہوں نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ اٹھایا۔

۱۹۵۳ء کی تحریک میں یا تحریک کے موجودہ مرحلے میں جن حضرات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر اپنی جان نثار کی اور جام شہادت نوش فرمایا ہم ان کی ارواحِ طیبہ پر بھی عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں، ان کی قربانیاں رنگ لائیں اور جس مقصد کے لیے انہوں نے اپنی جان کا ہدیہ پیش کیا تھا بالآخر اللہ تعالیٰ نے وہ مقصد عطا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بلند درجے عطا فرمائے اور ان کی لغزشوں سے درگزر فرمائے۔ (بصائر وعبر، جلد دوم، ص۱۸۸، ۱۹۰)

وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے اس فیصلہ پر اپنے تاثرات وخیالات کا ان الفاظ میں اظہار کیا:

”قادیانیوں کے بارے میں فیصلہ متفقہ اور قومی خواہشات کے مطابق ہے۔ یہ فیصلہ ملک کے تمام شعبوں کے مشورہ سے کیا گیا ہے۔ اس لیے یہ پاکستان کے عوام کا مشورہ ہے، پاکستان کے مسلمانوں کی خواہشات کا مظہر ہے۔ صرف میں یا کوئی دوسرا فرد اس کا اعزاز لینا نہیں چاہتا۔ انہوں نے کہا کہ یہ مسئلہ پرانا ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ پیچیدہ بھی ہوتا چلا گیا۔ اس سے تلخی پیدا ہوتی رہی، قوم کو پچھلے تین ماہ کشیدگی کے ماحول میں گزارنے پڑے، لیکن آخر کسی فروگزاشت کے بغیر کلی طور پر یہ مسئلہ حل ہو گیا اور اس طرح میں نے ۱۳؍ جون کو عوام کے ساتھ کیے ہوئے اپنے وعدہ کو پورا کر لیا۔“

وزیر اعظم بھٹو نے اپنے بیان میں اس بات کا اظہار کیا کہ اس مسئلہ کے لیے علماء کرام نے کافی اصرار کیا اور مجھ پر زور دیا اور ایک فرد نہیں بلکہ پورے ملک اور امت مسلمہ کی کامیابی ہے، کیوں کہ احمدی مسئلہ ہر فرد اور ہر گھر کا مسئلہ ہے، اس اہمیت کے پیش نظر ہم نے یہ مسئلہ سپریم کورٹ یا اسلامی مشاورتی کونسل کے سپرد نہیں کیا، بلکہ جتنا جلدی ممکن تھا ہم نے اس کو نمٹا لیا۔ انہوں نے یہ بات بھی کی کہ مسئلہ پر غور کرنے کے لیے قومی اسمبلی کے خفیہ اجلاس ہوئے، ان میں آزادی اور دیانتداری کے ساتھ اظہار خیال کا موقع ملا، اس کی معقول وجہ یہ تھی کہ اجلاس کے بغیر اس مسئلے کو حل کرنا ناممکن تھا۔ ہمیں یقین تھا کہ ہماری تقریروں کو مسخ نہیں کیا جائے گا اور سیاسی مقاصد کے لیے استعمال بھی نہیں کیا جائے گا۔ چونکہ یہ فیصلہ رواداری اور پوری قوم کی خواہش اور مطالبے سے ہوا، لہٰذا یہ پورے ملک کا اعزاز ہے۔“

(تحریک ختم نبوت، ج ۴، ص: ۴۶ تا ۴۸)

اس طرح یہ تحریک ختم نبوت جس کی بنیاد 29/مئی 1974ء کو ربوہ اسٹیشن پر ہونے والا حادثہ بنا تھا، 7/ستمبر 1974ء کی شام کو نتیجہ خیز ثابت ہو کر کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔

یہ اختصار کے ساتھ اول سے آخر تک تحریک کا مرحلہ وار تعارف تھا، اختصار سے کام لینے کے باوجود گفتگو اتنی طویل ہو گئی لیکن اس طویل گفتگو سے تحریک کے اغراض ومقاصد، طریقہ کار اور تحریک کن مرحلوں سے گزری کا تعارف کرانا مقصود ہے۔

آخر میں تحریک سے متعلق چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں:

الف:......تحریک کے دوران بھی اور اس کے بعد بھی آج تک بعض حضرات یہ تاثر دینے کی سعی ناروا کرتے ہیں کہ اس تحریک کے مقاصد سیاسی تھے اور یہ مسٹر بھٹو کی حکومت ختم کرنے یا اسے نیچا دکھانے اور کمزور کرنے کے لیے اٹھائی گئی تھی حالانکہ یہ سراسر غلط بلکہ بہتان ہے۔ تحریک اور اس کے طریقہ کار کا از اول تا آخر مطالعہ کیا جائے تو خود یہ طریقہ کار چیخ چیخ کر اس خیال کے باطل اور غلط ہونے کا اعلان کرتا ہے۔ جبکہ تحریک کے امیر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے 9/جون کے پہلے اجلاس میں واضح کر دیا تھا کہ ہمارا دائرہ کار آخر تک محض دینی رہے گا، سیاسی آمیزشوں سے اس کا دامن پاک رہنا چاہیے۔ اور رجب ۱۳۹۴ھ مطابق ۱۹۷۴ء کے ماہنامہ بینات کے اداریہ میں حضرت نے مزید وضاحت کی:

”بعض لوگوں کی جانب سے یہ غلط فہمی پھیلائی جارہی ہے کہ مجلس عمل میں چونکہ دینی وسیاسی جماعتیں شریک ہیں۔ لہٰذا یہ سیاست بازی ہے۔ حالانکہ ملک بھر کی جماعتوں کا کسی ایمانی مسئلہ پر متفق ہو جانا صرف ایمانی تقاضہ ہے۔ اسے سیاست سے کیا تعلق، بلاشبہ یہ تمام امت مسلمہ کا مشترکہ سرمایہ ہے۔ جس میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی تفریق ہی غلط ہے۔ خود وزیر اعظم برملا اعلان کر چکے ہیں کہ وہ منکرین ختم نبوت کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ اس لیے یہ ذمہ داری تو سب سے بڑھ کر با اقتدار جماعت پر عائد ہوتی ہے کہ وہ اسلام کے ایک قطعی اور بنیادی مسئلہ میں مسلمانوں کو مطمئن کرے۔ اندریں صورت اس مسئلہ کے تقدس کو سیاسی الزام سے مجروح کرنا نہایت افسوسناک بے انصافی ہے۔“ (احتساب قادیانیت، صفحہ ۳۲۲)

اور ۷/ستمبر کے بعد جب حضرت بنوریؒ قوم کو مبارکباد دے رہے تھے تو سیاسی جماعتوں کی خدمات کو ان الفاظ میں سراہا:

”اس موقع پر حزب اختلاف کی جماعتوں کے کردار کی داد نہ دینا بے انصافی ہوگی۔ سیاسی جماعتوں کا مزاج ہی کچھ ایسا ہوتا ہے کہ وہ کسی مناسب موقع سے سیاسی فائدہ اٹھانے سے نہیں چوکتیں۔ ہماری تحریک بحمد اللہ خالص دینی تھی۔ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی آئینی حفاظت اس کا مشن تھا۔ اس لیے جو سیاسی جماعتیں بھی مجلس عمل میں شامل ہوئیں انہوں نے پوری شدت کے ساتھ اس مقدس تحریک کو سیاسی آلائشوں سے پاک رکھنے کا عزم کیا اور عملی طور پر اس کا پورا پورا مظاہرہ بھی کیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔“

(بینات رمضان، شوال ۱۳۹۴ھ، اکتوبر ۱۹۷۴ء)

اور اس وقت پوری قوم بلکہ پورے عالم اسلام نے یہی سمجھا اور اس کا اظہار کیا کہ یہ خالص مذہبی معاملہ ہے۔ اور اس تحریک کے کوئی سیاسی مقاصد نہیں، خود وزیر اعظم نے اپنی تقریر میں یہی اظہار خیال فرمایا کہ یہ سیاسی نہیں ایک مذہبی معاملہ تھا۔

ب:......اس تحریک کا ہدف صرف اور صرف قادیانی مسئلہ تھا، حکومت اس کے مدمقابل نہیں تھی اسی لیے پُرجوش اور قوت عمل کے بھرپور مظاہرے کے باوجود قائدین تحریک کی اول تا آخر کوشش رہی کہ تصادم سے گریز کیا جائے حالانکہ

حکومت نے اکثر و بیشتر ایسے اقدامات کیے کہ ٹکراؤ اور تصادم کی کیفیت پیدا ہو اور اس ٹکراؤ کو بنیاد بنا کر تحریک کو کچل دیا جائے لیکن آفریں ہے قائدین تحریک کو کہ انہوں نے دشمنوں اور مخالفین کی کوئی چال کامیاب نہیں ہونے دی۔ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بھی وضاحت کی:

’’بہر حال یہ طے کیا گیا کہ پُر امن طریقے پر تحریک کو منزل مقصود تک پہنچانے کے لیے پوری جدو جہد کی جائے اور قادیانیوں کا بائیکاٹ جاری رکھا جائے۔ اور تحریک کو سول نافرمانی سے بہر قیمت بچایا جائے۔ ادھر مجلس عمل کی پالیسی تو یہ تھی کہ حکومت سے تصادم سے بہر صورت گریز کیا جائے۔ ادھر حکومت نے ملک کے چپے چپے میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی۔ پریس پر پابندیاں عائد کر دیں، انتظامیہ نے اشتعال انگیز کارروائیوں سے کام لیا اور مسلمانوں کو گرفتار کرنا شروع کیا چنانچہ فیصل آباد، کھاریاں ضلع گجرات وغیرہ میں دردناک واقعات رونما ہوئے۔ جن کو مظلومانہ صبر کے ساتھ برداشت کیا گیا۔ صرف ایک شہر اوکاڑہ میں ان مظالم کے خلاف احتجاج کے طور پر بارہ دن مکمل اور مسلسل ہڑتال ہوئی۔ جگہ جگہ لاٹھی چارج کیا گیا۔ اشک ریز گیس کا استعمال بڑی فراخدلی سے کیا گیا۔ مجلس عمل کی تلقین تمام مسلمانوں کو یہی تھی کہ صبر کریں اور مظلوم بن کر حق تعالیٰ کی رحمت اور غیبی تائید الٰہی کے منتظر رہیں۔ قریباً پورے سو دن تک ان حالات کا مقابلہ کیا گیا۔ اور تمام سختیوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے رہے۔‘‘ (احتساب قادیانیت، صفحہ ۳۲۸)

اور اس تحریک کو اٹھانے اور پروان چڑھانے اور اس کے لیے رات دن جدو جہد کرنے والے مولانا تاج محمود صاحبؒ فرماتے ہیں:

’’اِکا دُکا واقعات کے علاوہ کہیں تحریک نے خطرناک شکل اختیار نہ کی، پُر امن جدو جہد کو مرزائی تشدد کی راہ پر ڈالنے میں ناکام رہے، البتہ حکومت نے فوری مطالبہ ماننے کی بجائے طویل المیعاد اسکیم تیار کی، اس سے وہ عوام کے حوصلے کا امتحان اور اپنی گلوخلاصی کی شکل نکالنا چاہتے تھے۔ بعض جگہ گرفتاریاں، بعض جگہ لاٹھی چارج اور اَشک آور گیس استعمال ہوئی، لیکن مجموعی طور پر حالات کنٹرول میں رہے، حکومت نے اندازہ لگالیا کہ مسلمان، حضور علیہ السلام کی عزت اور ناموس کے تحفظ کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لیے تیار ہیں، اب مسئلے کو حل کیے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے۔‘‘ (تذکرہ مجاہدین ختم نبوت، صفحہ ۱۱۳)

ج:...... یہ تحریک کسی خاص طبقہ، کسی خاص جماعت، کسی خاص فرقہ کی طرف سے نہیں تھی بلکہ پوری قوم اس پر متحد تھی، ہر طبقہ نے اس میں اپنی توفیق کے مطابق بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، تمام مکتبہ فکر کے لوگ اس ایک مسئلہ پر متفق اور باہم شیر وشکر تھے اور اتحاد کے ایسے ایسے مناظر دیکھنے میں آئے کہ بعد میں ایسے مناظر کے لیے آنکھیں ترستی ہی رہ گئیں۔ خود وزیر اعظم نے اپنی تقریر میں کہا:

’’میں جب یہ کہتا ہوں کہ یہ فیصلہ پورے ایوان کا فیصلہ ہے تو اس سے میرا مقصد یہ نہیں کہ میں کوئی سیاسی مفاد حاصل کرنے کے لیے اس بات پر زور دے رہا ہوں۔ ہم نے اس مسئلہ پر ایوان کے تمام ممبروں سے تفصیلی طور پر تبادلۂ خیال کیا ہے، جن میں تمام پارٹیوں کے اور ہر طبقۂ خیال کے نمائندے موجود تھے۔ آج کے روز جو فیصلہ ہوا ہے، یہ ایک قومی فیصلہ ہے، یہ پاکستان کے عوام کا فیصلہ ہے ۔ یہ فیصلہ پاکستان کے مسلمانوں کے ارادے، خواہشات، اور ان کے جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔‘‘

(فتنہ قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف، صفحہ ۲۲۴)

د:...... یہ تأثر بھی دیا جاتا ہے کہ مولویوں نے دباؤ ڈال کر زبردستی اپنی بات منوائی ہے اور مسٹر بھٹو کو اس طرح گھیرے رکھا کہ وہ کچھ سوچ ہی نہ سکے۔ لیکن یہ تأثر بھی سراسر غلط ہے۔ علماء اور مسلمانوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ ضرور کیا، اس کے لیے بھرپور تحریک بھی چلائی لیکن ایسا نہیں کہ اس مسئلہ پر غور وفکر کیے بغیر محض دباؤ میں آکر یہ فیصلہ کر دیا گیا، بلکہ اس پر ہر پہلو سے غور کیا گیا، بحث ومباحثہ ہوا، تفصیلات آپ پڑھ چکے ہیں کہ مرزائی اور لاہوری گروپ کو اپنی صفائی کا پورا پورا موقع دیا گیا، ان سے سوالات ہوئے، ان پر جرح ہوئی اور پوری آزادی کے ساتھ کھل کر انہیں اپنا موقف پیش کرنے کے مواقع فراہم کیے گئے، پوری قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی قرار دے کر اس پر بحث ومباحثہ اور غور وفکر ہوا۔ اس خصوصی کمیٹی نے ۱۲۸ اجلاسوں میں بحیثیت مجموعی 94 گھنٹے غور کیا۔ مرزا ناصر نے 11 دن میں ۴۱ گھنٹے ۵۰ منٹ تک اپنی شہادت قلمبند کروائی اور گیارہ دن تک ان کا بیان جاری رہا، لاہوری جماعت کے سربراہ پر دو اجلاسوں میں ۸ گھنٹے ۲۰ منٹ تک جرح ہوئی اور ان حضرات کو بھرپور موقع فراہم کیا گیا اپنا موقف اور اپنی صفائی پیش کرنے کا۔ قومی اسمبلی کی یہ کارروائی ’’قومی اسمبلی کی مصدقہ رپورٹ‘‘ کے نام سے پانچ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے اس کا مطالعہ کیا جائے تو جگہ جگہ نظر آئے گا کہ

مرزا ناصر نے دجل وتلبیس اور دھوکہ سے کام لیا اور گول مول باتیں کر کے اسمبلی کا وقت ضائع کرتا رہا۔ متعدد اراکین نے مختلف اوقات میں مرزا ناصر پر اعتراضات کیے اور اسے ٹوکا کہ گواہ غلط بیانی سے کام لے رہا ہے مگر اس کے باجود (یہ جانتے ہوئے بھی کہ مرزا ناصر غلط بیانی سے کام لے رہا ہے اٹارنی جنرل نے اراکین اسمبلی سے درخواست کی کہ انہیں بولنے دیں، انہیں نہ ٹوکیں کہیں بعد میں یہ نہ کہیں کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی اور ہمیں اپنی بات کہنے سے منع کیا گیا۔ اور اٹارنی جنرل نے آخر میں بحث سمیٹتے ہوئے اپنی تقریر میں کہا تھا:

”جناب والا! میں امید کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ اس ایوان کے اندر جو رہنما موجود ہیں، انہوں نے کافی سوچ بچار کیا ہے اور ان کی انتہائی کوشش ہے کہ اس معاملہ کا ایک نہایت ہی مناسب اور منصفانہ فیصلہ ہو۔ جناب والا! آپ کو یاد ہوگا کہ جرح کے دوران میں نے امیر جماعت احمدیہ ربوہ پر واضح کرنے کی کوشش کی تھی کہ یہ ایوان نہ تو کسی کو کوئی نقصان پہنچانا چاہتا ہے اور نہ ہی کسی کی دل آزاری کرنا چاہتا ہے۔ یہ ایوان ایک منصفانہ فیصلہ کرنا چاہتا ہے۔ ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے میں اپنی گزارشات کروں گا اور تمام حقائق اور واقعات کو اختصار کے ساتھ پیش کروں گا۔“ (تاریخی قومی دستاویز 1974ء، صفحہ ۳۰۱)

”دوسری بات جناب والا! جہاں تک شہادت کا تعلق ہے، میری کوشش ہوگی جو کچھ ریکارڈ پر شہادت موجود ہے، اسے مختصر طور پر پیش کروں لیکن بحیثیت اٹارنی جنرل، میں ایوان کا رکن نہیں ہوں، اس لیے نہ تو میں کوئی فیصلہ جج کی طرح دے سکتا ہوں اور نہ ہی اپنی رائے کا اظہار کر سکتا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ میرا فرض ہے کہ میں غیر جانبدارانہ طور پر اس ایوان کی امداد کروں۔ ہم سب کو احساس ہوگا کہ میں یہاں پر صرف ایک فریق کی نمائندگی یا دوسرے فریق کی مخالفت نہیں کرتا۔ آپ اس معاملہ میں بحیثیت منصف کے ہیں۔ اس لیے میرا فرض منصبی ہے کہ میں معاملہ کے دونوں پہلو آپ کے سامنے پیش کروں تاکہ نہ تو کوئی یہ محسوس کرے اور نہ یہ کہہ سکے کہ یہ یکطرفہ کارروائی تھی اور اٹارنی جنرل نے اپنی حیثیت کا جائز یا ناجائز استعمال کرتے ہوئے فیصلہ پر اثر انداز ہونے کی کوشش کی۔ چنانچہ مجھے امید ہے کہ میری ان مجبوریوں کے مدنظر اگر میں دونوں فریقوں کے نقطۂ نظر یا دوسرے فریق کے نقطۂ نظر کو بھی پیش کروں تو اسے صحیح انداز میں ہی سمجھا جائے گا۔

(تاریخی قومی دستاویز 1974ء، ص:۳۰۰)

خود اخبارات نے قومی اسمبلی کی کارروائی پر نہ صرف اعتماد کا اظہار کیا بلکہ اس طریقہ کار کی تعریف کی، چنانچہ روزنامہ جنگ نے اپنے ۶/ستمبر کی اشاعت کے اداریہ میں لکھا:

”قومی اسمبلی کی اس کمیٹی نے قادیانی مسئلہ کو جانچنے پرکھنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اس مقصد کے لیے طویل اور مسلسل اجلاس ہوتے رہے ان میں قادیانی فرقے کے سربراہ پر بھی تفصیلی جرح کی گئی۔ کمیٹی کی کارکردگی اور اس کی کارروائیوں پر حزب اختلاف کے اراکین کو کھل کر اپنی رائے دینے کا موقع ملا بلکہ حزب اقتدار سے تعلق رکھنے والے اراکین کو بھی اپنے ضمیر واعتقاد کے مطابق رائے دینے کی پوری آزادی دی گئی۔“

(تحریک ختم نبوت 1974ء، ص: ۷۲۱، ۷۲۲)

اس لیے یہ کہنا یا تاثر دینا کہ زبردستی دباؤ ڈال کر فیصلہ کیا گیا بالکل غلط ہوگا کیونکہ مکمل غور وخوض کے بعد اور ہر پہلو کا جائزہ لے کر یہ فیصلہ کیا گیا۔

۵:......اور یہ فیصلہ قادیانیوں کے حقوق غصب کرنے یا ان پر ظلم وستم کے لیے نہیں تھا بلکہ یہ خود قادیانیوں کے مفاد میں تھا کیونکہ قادیانی عقائد کی وجہ سے مسلمانوں نے کبھی بھی انہیں اپنے وجود کا حصہ تسلیم نہیں کیا شروع سے انہیں علیحدہ ہی سمجھا اس آئینی ترمیم سے ان کی حیثیت متعین ہوجاتی اور ان کے حقوق کا تعین ہوجاتا اور انہیں وہ حقوق دیے جاتے چنانچہ خود اس قرارداد میں جو قومی اسمبلی کے سامنے غور کرنے کے لیے پیش کی گئی اس میں یہ الفاظ تھے کہ ”مرزا غلام احمد کے پیروکاروں کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ان کے جائز حقوق ومفادات کے تحفظ کے لیے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب ترامیم کی جائیں۔“ اور حضرت مولانا بنوری صاحبؒ نے 11/جون کی وزیر اعظم سے ملاقات میں یہ واضح کر دیا تھا:

”اس وقت جو جرأت مرزائیوں کو ہوئی ہے اگر اس وقت اس کا تدارک نہ کیا گیا اور وہ غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دیئے گئے تو مسلمانوں کے جذبات بھڑکیں گے اور ان کی جان ومال کی حفاظت حکومت کے لیے مشکل ہوگی۔ اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد اس ملک میں ان کی حیثیت ذمی کی ہوگی اور ان کی جان ومال کی حفاظت شرعی قانون کی رو سے مسلمانوں پر ضروری ہوگی۔ اس طرح ملک میں امن قائم ہوجائے گا۔“

(جاری ہے)

مبلغینِ ختم نبوت کا سہ ماہی اجلاس

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین کا سہ ماہی اجلاس ۲۶ر ستمبر ۲۰۲۴ء کو دفتر مرکزیہ ملتان میں منعقد ہوا، جس میں درج ذیل حضرات نے شرکت کی۔ مولانا اللہ وسایا، محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد بلال، مولانا محمد انس ملتان، مولانا محمد اسحاق ساقی بہاولپور، مولانا مفتی راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال، مولانا عبدالرشید غازی فیصل آباد، مولانا توصیف احمد چناب نگر، مولانا خالد عابد سرگودھا، مولانا محمد طیب اسلام آباد، مولانا عابد کمال پشاور، مولانا فقیر اللہ اختر سیالکوٹ، مولانا محمد اقبال ڈیرہ غازی خان، مولانا حمزہ لقمان مظفر گڑھ، مولانا محمد ساجد خوشاب، مولانا محمد نعیم بھکر، مولانا محمد سلمان ساہیوال، مولانا ارشاد احمد ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی لاہور، مفتی خالد میر آزاد کشمیر، مولانا محمد قاسم سیوطی منڈی بہاؤالدین، مولانا محمد عارف شامی گوجرانوالہ، مولانا محمد عثمان شیخوپورہ، مولانا تجمل حسین نواب شاہ، مولانا مختار احمد میر پور خاص، مولانا محمد حنیف سیال تھرپارکر، مولانا محمد فاروق سمیجو خیر پور میرس، مولانا ظفر اللہ سندھی لاڑکانہ، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا محمد اویس اور مولانا عنایت اللہ کوئٹہ۔

گزشتہ سہ ماہی میں وفات پانے والے حضرات کے لئے ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کی گئی، جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں: حضرت سائیں عبدالصمد ہالیجویؒ، مولانا عبدالقادر جلہ آرائیں لودھراں، شیخ غلام شبیر پنوعاقل، قاضی امتیاز احمد ٹوبہ ٹیک سنگھ، والد گرامی مولانا نعمت اللہ بھکر، برادر مولانا جمشید اقبال وہاڑی، مولانا نعمت اللہ لولاب جیل سندھ، محمد عارف بستی سراجیہ خانیوال، مولانا عطاء الرحمٰن کے والد گرامی بدین، مولانا مفتی محمد شفیع سکھر کے فرزند ارجمند، علامہ احمد سعید اعوان حافظ آباد، قاری عبدالستار عباسی قمبر، حضرت مولانا قاضی عبدالرشید راولپنڈی، تجمل جبار عارف والا، مولانا احمد میاں تاج گڑھ رحیم یار خان۔

چناب نگر کانفرنس کی تیاری کے لئے درج ذیل حضرات ۱۰ر اکتوبر کو صبح نو بجے چناب نگر میں شریک اجلاس ہوں گے: مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا عبدالرشید غازی، مولانا محمد خالد عابد، مولانا محمد قاسم سیوطی، مفتی خالد میر، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا محمد اقبال میلسوی، مولانا محمد نعیم، مولانا ظفر اللہ سندھی، مولانا عتیق الرحمٰن، مولانا محمد عثمان، مولانا تجمل حسین، مولانا توصیف احمد، مولانا محمد سلطان، مولانا محمد فاروق سمیجو، مولانا حمزہ لقمان، مولانا محمد ساجد، مولانا ارشاد احمد، مولانا عبدالستار گورمانی۔

اجلاس میں گولڈن جوبلی ختم نبوت کانفرنس کی کامیابی پر اللہ پاک کا شکر ادا کیا گیا اور لاکھوں کی تعداد میں شریک ہونے والے مسلمانوں کا شکریہ ادا کیا گیا اور اس پر بھی اللہ پاک کا شکر ادا کیا گیا کہ پچاس سال گزرنے کے باوجود نئی نسل میں بالخصوص وہی جوش وجذبہ پایا گیا جو آج سے پچاس سال پہلے تھا اور اس عظیم کامیابی پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم العالیہ اور قائد جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمٰن حفظہ اللہ کو مبارکباد پیش کی گئی کہ ان کی شبانہ روز کوششوں کی برکت سے لاکھوں حضرات نے شریک ہوکر رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ محبت کا ثبوت دیا۔

ختم نبوت ڈائری: اجلاس میں ختم نبوت ڈائری تقریباً دس ہزار چھاپنے کا فیصلہ ہوا، اور احباب نے اپنی اپنی ضرورت کے مطابق آرڈر نوٹ کروائے۔

ختم نبوت کیلنڈر: حسب سابق تیس ہزار کیلنڈر چھاپنے کا فیصلہ ہوا، اس کے لئے بھی احباب نے اپنے آرڈر نوٹ کروائے۔

مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے بتلایا کہ تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام اور مشائخ عظام کو چناب نگر کانفرنس کے دعوت نامے بھجوا دیئے

گئے ہیں۔

اجلاس میں چیف جسٹس پاکستان قاضی فائز عیسیٰ سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اپنی ملازمت سے ریٹائر ہونے سے پہلے مبارک ثانی کیس کا فیصلہ سنا کر جائیں تاکہ عنداللہ، عندالرسول اور عندالناس سرخرو ہوسکیں۔ ایک قرارداد میں حکومت پنجاب سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ تعلیمی ادارے جوڈی نیشنلائز کر رہی ہے، قادیانیوں کو نہ دیئے جائیں، مبلغین کو ہدایت کی گئی کہ وہ آئندہ سہ ماہی میں بھرپور طریقہ سے کوشش کر کے قادیانیوں کو دعوت اسلام دیں اور اس میں: ''ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة'' کو سامنے رکھ کر انہیں قبر، حشر کی فکر دلا کر اسلام قبول کرنے کی دعوت دیں۔

ناموس رسالت سے متعلق درجنوں کیس جو سالہا سال سے عدالتوں میں لٹکے ہوئے ہیں، ان کے فیصلے جلد سنائیں تاکہ لوگ کوئٹہ اور عمر کوٹ کی طرح قانون ہاتھ میں نہ لیں۔☆☆

منہ مانگی موت

قادیانی حضرات کہتے ہیں کہ مرزا صاحب ہیضہ کے مرض سے نہیں مرے، اگر وہ ہیضہ سے مرتے تو ریل گاڑی میں ان کی میت لے جانے کی اجازت ہرگز نہ ہوتی، کیونکہ یہ قانوناً منع ہے۔ حالانکہ مرزا کی لاش کو ریل گاڑی پر لاد کر قادیان لے جایا گیا، اس کے بہت جوابات ہیں مگر میں صرف دو ذکر کرتا ہوں۔ ایک عقلی اور دوسرا نقلی۔

عقلی دلیل:

وہ یہ کہ مرزا قادیانی کے بقول وہ انگریز کا خود کاشتہ پودا تھا، اس لئے اس کی لاش کو ریل گاڑی پر لے جانا کچھ مشکل بات نہ تھی اور دوسرا یہ کہ ریل گاڑی بقول مرزا صاحب دجال کا گدھا ہے، اور مرزا نے ۱۹۱۱ء میں مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے بالمقابل ایک اشتہار شائع کیا تھا کہ ''اگر میں مولانا ثناء اللہ کی زندگی میں مرجاؤں تو میں کذاب و دجال ٹھہروں گا۔'' اور ایسا ہی ہوا۔ ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو مرزا صاحب کا مولانا ثناء اللہ کی زندگی میں انتقال ہوگیا، جس سے مرزا اپنے قول کے مطابق دجال ہوگیا اور بقول مرزا ریل گاڑی دجال کا گدھا ہے تو قدرت نے دجال کے لئے اس کے گدھے پر سوار ہونے کا انتظام کردیا اور انگریزی پولیس اپنی نگرانی میں اس کی لاش لاہور سے قادیان لے گئی۔

نقلی دلیل:

مرزا صاحب نے اپنی سسر میر ناصر نواب کو بلا کر کہا: ''میر صاحب! مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔'' (حیات ناصر ص:۱۴)

مرزا صاحب کے اس اعتراف کے بعد کہ مجھے ہیضہ ہوگیا ہے، اب کسی تاویل یا انکار کی گنجائش نہیں ہے اور مرزا صاحب خود طبیب بھی تھے، لہٰذا ان کا یہ کہنا قابل اعتبار ہوگا۔

دوسرا مرزا صاحب کے بیٹے نے اپنی کتاب ''سیرت مہدی'' میں اپنی والدہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ: ''والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا، مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سوگئے اور میں بھی سو گئی، لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کے لئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے، اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا، آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا، میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے کے لئے بیٹھ گئی، تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا: تم اب سو جاؤ، میں نے کہا: نہیں میں دباتی ہوں، اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا، مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جاسکتے تھے، اس لئے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کردیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی، مگر ضعف بہت ہوگیا تھا، اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو قے آئی، جب آپ قے سے فارغ ہوکر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہوگئی۔'' (سیرۃ المہدی، حصہ اول، ص:۱۱، حدیث:۱۲)

اس حوالہ سے مرزا صاحب کا ہیضہ سے مرنا روز روشن کی طرح واضح ہے، کیونکہ دست اور قے جب دونوں اکٹھے ہوجائیں اس کو ہیضہ کہتے ہیں۔

باقی تفصیل کے لئے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی کتاب ''تحفہ قادیانیت'' (جلد:۵، صفحہ:۱۵۱) کا مطالعہ کریں۔

(مولانا محمد کاشف قریشی)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

خانقاہ حسینیہ شورکوٹ کے اجتماع میں شرکت:
سیّدی و مرشدی حضرت اقدس مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ سے ہزارہا انسانوں نے اللہ، اللہ کرنا سیکھا۔ ڈیڑھ سو سے زائد حضرات نے سلسلہ قادریہ راشدیہ کے اذکار مکمل کئے اور خلافت سے سرفراز فرمائے گئے۔ ان خوش نصیب حضرات میں سے جناب پروفیسر فیاض احمد (شورکوٹ شہر) بھی ہیں۔ موصوف بہت سے اسفار میں حضرت والا کے رفیق سفر اور خادم رہے اور خلافت سے سرفراز فرمائے گئے۔ موخرالذکر نے حضرت اقدس کے حکم و اجازت سے شورکوٹ کینٹ جاتے ہوئے تقریباً ڈیڑھ دو کلومیٹر پر ایک ایکڑ زمین خرید کر کے خانقاہ حسینیہ کے نام سے کام شروع کیا۔ خانقاہ کا سنگ بنیاد حضرت والا نے رکھا۔ پروفیسر فیاض احمد بہت باہمت آدمی ہیں، شورکوٹ اور مضافات شورکوٹ کئی ایک مقامات پر سلسلہ قادریہ راشدیہ کے مطابق ذکر کراتے ہیں، اور خانقاہ حسینیہ میں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کا سلسلہ بھی شروع فرما چکے ہیں، حضرت شاہ صاحبؒ کے جانشین حضرت مولانا سیّد محمد زکریا شاہ مدظلہ کی سرپرستی میں ۱۹، ۲۰ر ستمبر صوفیائے کرام کا اجتماع رکھا۔ جس میں حضرت شاہ صاحبؒ کے خلفا، حضرت سید زید الحسینی مدظلہ، مولانا محمد ارشد، پروفیسر محمد جمیل، مولانا محمد طیب اور دیگر خلفاء کے بیانات ہوئے، آخری بیان و مجلس ذکر مولانا سید محمد زکریا مدظلہ نے کرائی۔

راقم نے ۱۹ر ستمبر کو عشاء کے بعد صوفیائے کرام کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر بیان کیا۔ راقم سے پہلے مولانا محمد ارشد کا بیان ہوا۔ راقم کے بیان کے بعد قطب الارشاد حضرت سید نفیس الحسینی نور اللہ مرقدہ کے جانشین اور ہمارے حضرت کے فرزند نسبتی حضرت سید زید الحسینی سلمہ نے ذکر کرایا اور جامعہ عبیدیہ فیصل آباد کے استاذ الحدیث مولانا یاسین الٰہی (بھلے شاہ) نے دعا کرائی۔

ختم نبوت کانفرنس، لودھراں:
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام بلدیہ ہال میں ۲۴ر ستمبر کو عشاء کے بعد ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت مقامی امیر مولانا محمد مرتضیٰ نے کی۔ کانفرنس سے بہاولپور مجلس کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی، مرکزی مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مجلس کراچی کے روح رواں مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کیا۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔

مقررین نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت قرآن وسنت، اجماع امت سے تفصیل کے ساتھ بیان کی۔ نیز مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت، مرزا قادیانی کے خلاف امت کے تمام مکاتب فکر کی خدمات، تحریکہائے ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء کی تفصیلات بیان کیں۔

علمائے کرام نے کہا کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت جسے گولی سے دبانے کی کوشش کی اور اس وقت کے ہلاکو خانوں نے دس ہزار مسلمانوں کو خاک و خون میں تڑپایا۔ اس تحریک نے قادیانیت کے پھلنے پھولنے کے آگے بند باندھا۔ ۱۹۷۴ء میں قادیانیت کا کیس پارلیمنٹ میں پیش ہوا۔ پارلیمنٹ نے تیرہ روز تک قادیانیوں کے موقف کو سنا اور انہیں ڈیفنس کا موقع دیا۔ یہ تحریک ہمارے بزرگوں کی نوے سالہ تحریک کا ثمرہ تھا۔

۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈی نینس نے قادیانیت کی کمر توڑ دی، وفاقی شرعی عدالت، شریعت اپیلانٹ بینچوں، ہائی کورٹس کے مختلف بینچوں اور سپریم کورٹ کے فیصلوں نے قادیانیت کو ذلت و رسوائی کے منہ میں دھکیل دیا۔ آخر میں لودھراں کے مولانا محمد موسیٰ، صوفی محمد علی، خواجہ عبدالحمید بٹ، نور محمد مجاہد کی خدمت پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ (احسان احمد)

جھنگ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس:
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۲۶ر ستمبر غلہ منڈی جھنگ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت مرکزی نائب امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ نے کی۔ تلاوت کے بعد حافظ ابو ہریرہ سرگودھا، حسن افضال صدیقی نے نعتیہ کلام پیش کیا جبکہ مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مجلس تلہ گنگ کے امیر مولانا عبیدالرحمٰن

انور، مجلس پشاور کے امیر مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، مولانا معاویہ اعظم، مولانا اسعد محمود مکی نے خطاب کیا۔ آخری بیان مولانا شاہ نواز فاروقی کا ہوا۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔ جمعیۃ علمائے اسلام کے چوہدری شہباز احمد گجر، استاذ القراء مولانا قاری محمد شفیق پانی پتی، شیخ الحدیث مولانا عبدالرحیم نقشبندی، مولانا ابوبکر مدنی، قاری محمد اشرف منصوری نے خصوصی شرکت کی۔

کانفرنس کے انتظامات مولانا سید مصدوق حسین شاہ، مولانا عبدالحکیم نعمانی، قاری خلیل احمد، اور قاری محمد افضل نے کئے۔ اختتامی دعا مولانا حبیب اللہ نقشبندی نے کرائی۔ کانفرنس میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی۔

علمائے کرام نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور ختم نبوت کے محافظ قوانین کی حفاظت کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ ایک قرارداد کے ذریعہ عدالت عظمیٰ سے مطالبہ کیا گیا کہ مبارک ثانی کیس کا تفصیلی فیصلہ جلد از جلد سنایا جائے تا کہ اسلامیانِ پاکستان میں پائی جانے والی بے چینی دور ہو۔

نیز ۲۴، ۲۵؍اکتوبر آل پاکستان عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں شرکت کی دعوت دی۔ عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے مولانا سید صادق حسین شہید، مولانا ظہور احمد سالک، مولانا غلام حسین، مولانا محمد اقبال شیروانی اور دیگر علمائے کرام کی خدمات کو سراہا گیا۔

چھتائی میلسی میں جلسہ:

ہمارے ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مبلغ مولانا محمد خبیبؒ جن کا ۲۹؍اکتوبر ۲۰۲۲ء انتقال ہوا، ان کے بھائی محمد صہیب کو اللہ پاک نے فرزند ارجمند سے نوازا تو موصوف نے نومولود کا نام چچا کے نام پر محمد خبیب رکھا۔ اس خوشی اور مولانا محمد خبیبؒ کی یاد میں ۲؍اکتوبر کو اپنے آبائی علاقہ چھتائی میں جلسہ رکھا۔ تلاوت ونعت کے بعد مجلس ساہیوال کے مبلغ مولانا محمد سلمان سلمہ نے قادیانیوں کے غلیظ عقائد پر روشنی ڈالی اور ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ اور قادیانیوں سے مکمل لاتعلقی کا اعلان کیا۔ سامعین نے ہاتھ اٹھا کر تائید کی۔

رات آرام و قیام میلسی کی معروف دینی درسگاہ جامعہ ابو ہریرہ میں رہا۔ جامعہ کے بانی و مہتمم ہمارے مرشد حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہؒ کے خلیفہ مولانا قاری محمد یاسین مدظلہ ہیں۔ صبح کی نماز کے بعد راقم نے جامعہ کے سیکڑوں طلبہ سے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر درس ولیکچر دیا۔

میلسی سے کہروڑپکا آتے ہوئے راستہ میں دو تین مقامات پر علمائے کرام سے ملاقات کی اور انہیں بہاولپور، کہروڑپکا اور چناب نگر کانفرنسوں میں شرکت کی دعوت دی۔ نماز ظہر سے پہلے جامعہ باب العلوم میں حاضری ہوئی۔ ظہر کی نماز کے بعد شیخ الحدیث حضرت مولانا منیر احمد منور دامت برکاتہم اور جامعہ کے استاذ الحدیث حضرت شیخ حبیب احمد مدظلہ کی خدمت میں چند منٹ بیٹھنے کی سعادت حاصل کی۔ مذکورہ بالا دونوں شیوخ راقم کے اساتذۂ کرام میں سے ہیں۔

ختم نبوت کانفرنس، بہاولپور:

بہاولپور (۵؍اکتوبر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد الصادق میں عظیم الشان سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ کانفرنس کا آغاز عشاء کی نماز کے بعد قاری محمد اقبال کی تلاوت سے ہوا۔ ملک کے نامور ثنا خواں سید عزیز الرحمٰن شاہ جہانیاں اور امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کے رفیق سفر ملک محمد جعفر نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا محمد اسحاق ساقی نے سر انجام دیئے۔ کانفرنس سے مولانا عبدالنعیم مبلغ بہاولپور، مرکزی مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، حضرت الامیر مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ اور مولانا شاہ نواز فاروقی گوجرانوالہ نے خطاب کیا۔ کانفرنس کی صدارت مقامی امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عطاء الرحمٰن مدظلہ نے کی۔ کانفرنس میں ضلع بھر کے نامور علماء کرام شیخ الحدیث مولانا فضل الرحمٰن دھرم کوٹی، جامعہ خیر العلوم خیرپور ٹامیوالی کے مہتمم مولانا محمد عبداللہ، جامعہ دارالعلوم اسلامی مشن کے صدر مدرس مولانا عبدالرزاق، جامعہ قدسیہ کے مہتمم مولانا محمد عبداللہ، مولانا رب نواز عباسی، مولانا محمد اقبال حیدری، قاری اللہ بخش احمد پور شرقیہ، جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے منتظم اعلیٰ مولانا حبیب الرحمٰن، مجلس کہروڑپکا کے امیر مولانا منیر احمد ریحان نے خصوصی شرکت کی۔ کانفرنس کے انتظامات میں مولانا صہیب مصطفیٰ، مولانا سیف الرحمٰن بہلوی، قاری محمد ابوبکر اور دیگر احباب نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

علمائے کرام نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تن، من، دھن کی قربانی دینے کا عزم کرتے ہوئے کہا کہ دنیائے کائنات کی کوئی طاقت ختم نبوت اور اس کے قوانین کے خلاف سازشوں میں کامیاب نہیں ہوسکتی۔ حالیہ دنوں

میں اسلامیانِ پاکستان نے بڑے بڑے اجتماعات کے ذریعہ قادیانیوں اور ان کے سہولت کاروں کو پیغام دیا ہے کہ انہیں آئندہ بھی منہ کی کھانی پڑے گی۔ انہوں نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے یوم تاسیس سے مسلسل پُرامن اور قانون کے دائرہ میں رہ کر عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کرتی چلی آرہی ہے اور آئندہ بھی کرتی رہے گی۔

ایک قرارداد میں چیف جسٹس آف پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اپنی مدت ملازمت سے ریٹائرمنٹ ہونے سے پہلے پہلے مبارک ثانی کیس کا تفصیلی فیصلہ سنادیں تاکہ اسلامیانِ پاکستان میں پائی جانے والی بے چینی دور ہوسکے۔ نیز اعلیٰ عدالتوں سے مطالبہ کیا گیا کہ گستاخان رسول کی سزاؤں پر فوری عملدرآمد کا حکم جاری کریں، تاکہ عوام قانون ہاتھ میں لینے سے بچ جائے۔ کانفرنس بارہ بجے تک جاری رہ کر شیخ الحدیث مولانا فضل الرحمٰن دھرم کوٹی کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

بہاولپور جماعت قدیم ہے، مجلس کے سابق امیر حکیم محمد ابراہیم جالندھریؒ نے ۱۹۵۶ء میں غلہ منڈی مجلس کا دفتر قائم کیا، جو دو حصوں میں ہے۔ ایک حصہ مجلس کا دفتر ہے جبکہ دوسرا بالاخانہ کرایہ پر ہے۔ نصف صدی سے زائد عرصہ گزر رہا ہے کہ ہر سال کانفرنس ہوتی ہے، کسی زمانہ میں تین روزہ اور گلزار صادق یا وسیع وعریض عیدگاہ کے پلاٹ میں ہوتی رہی۔ مجلس کے اکابر و اصاغر خطاب کرتے رہے۔

جامع مسجد تالاب والی بخاری چوک کے امام وخطیب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی امیر مولانا منیر احمد ریحان حفظہ اللہ کی اقتدا میں عصر کی نماز ادا کی اور عصر کی نماز کے بعد جامع مسجد تالاب والی میں چند منٹ بیان بھی ہوا۔

۲۳/اکتوبر کو عصر کی نماز کے بعد بہاولپور کے لئے سفر کیا اور دارالعلوم مدنیہ میں رات کو آرام وقیام کیا۔ دارالعلوم مدنیہ کے بانی مجلس کے اولین مبلغین میں سے تھے۔ مولانا غلام مصطفیٰ بہاولپوریؒ، فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ سے سب سے پہلی جماعت جس نے ردِقادیانیت پر تربیت حاصل کی۔ اس میں مذکورۃ الصدر بھی تھے۔ حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کے حکم پر ادارہ قائم کیا، اکابرین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے قوت لایموت پر گزارا کیا۔

ان کے رفقاء مولانا قاضی عبداللطیف شجاع آبادی، مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ، مولانا محمد لقمان علی پوریؒ، ان پر بُخل کا الزام لگاتے اس کے جواب میں موصوف فرماتے: اپنی جیب مرغن غذائیں کھلانے کی متحمل نہیں اور مدرسہ کا پیسہ قومی امانت ہے، اسے اللوں تللوں پر اڑانا اس کا قبر وحشر میں جواب دینا اپنے بس کی بات نہیں۔ آنے والے معزز مہمانانِ گرامی کو مدرسہ کی دال کو دیسی گھی کا تڑکا لگا کر کھلاتے اور خود چائے بنا کر اپنے ہاتھ سے پیالیوں میں ڈال کر پلاتے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا زبیر احمد مہتمم بنائے گئے، وہ بھی جوانی کے عالم میں انتقال فرماگئے۔ ان کی وفات کے بعد ہمارے صدر المبلغین ناظم تبلیغ (سابق) کے فرزند ارجمند شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عطاء الرحمٰن نے اہتمام وانصرام سنبھالا، آپ بھی قومی امانات کے سلسلہ میں اکابر کی روایات کے امین ہیں، ان سے کافی دیر مجلس رہی۔ اگلے روز ۲۴/اکتوبر کو ان سے اجازت لے کر اپنے دفتر واقع غلہ منڈی میں حاضری ہوئی۔

خطبۂ جمعہ:

۲۴/اکتوبر کو سیٹلائٹ ٹاؤن بہاولپور کی مرکزی مسجد میں جمعۃ المبارک سے پہلے بیان ہوا۔ راقم نے اپنے بیان میں اہالیانِ بہاولپور کی تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں قربانیوں اور خدمات نیز مقدمہ بہاولپور میں امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی تشریف آوری، عدالت میں مشہور زمانہ بیان، جامع مسجد الصادق میں عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے، ان کا فرمان ”اپنے نامۂ اعمال میں اور تو کوئی نیکی نہیں، بس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طرف دار بن کر آ گیا ہوں“ اس پر مجمع پر آہ وبکا کی کیفیت طاری ہوگئی۔ آسٹریلیا مسجد لاہور کے سابق خطیب مولانا عبدالحنان ہزارویؒ نے کہا کہ حضرت اگر علامہ انور شاہ کشمیریؒ جو لاکھوں احادیث نبویہ کے حافظ، ہزاروں علمائے کرام، سینکڑوں محدثین کے استاذ ہیں، اگر ان کے نامۂ اعمال میں کوئی نیکی نہیں تو ہم کس باغ کی مولی ہیں؟ انہیں بٹھلا دیا اور فرمایا: ”ان صاحب نے میری تعریف میں مبالغہ آرائی سے کام لیا ہے، یہ حقیقت ہم پر منکشف ہوچکی اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت نہ کرسکے تو ہم سے گلی کا کتا بہتر ہے۔“

اس پر مجمع دھاڑیں مار کر رونے لگا۔ یہ واقعات سنا کر ۵/اکتوبر کو جامع مسجد الصادق میں ہونے والی کانفرنس اور چناب نگر کی سالانہ کانفرنس منعقدہ ۲۴، ۲۵/اکتوبر میں شرکت کی دعوت دی۔ تمام سامعین نے شرکت کا ارادہ کیا۔

ختم نبوت کانفرنس، کہروڑ پکا:

کہروڑپکا (۷/اکتوبر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام کمیٹی پارک میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت شیخ الحدیث حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہ نے کی، جبکہ مولانا مفتی ظفر اقبال مہمان خصوصی تھے۔ کانفرنس کا آغاز قاری نصیرالدین کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، ملک کے نامور ثنا خواں قاری ابوبکر مدنی کراچی نے نعتیہ کلام سے مجمع کو خوب گرمایا۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، استاذالمبلغین مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، ضلع ملتان کے مبلغ مولانا وسیم اسلم، لیہ وبھکر کے مبلغ مولانا محمد نعیم نے خطاب کیا۔ علمائے کرام نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی ملک وملت کے غدار ہیں۔ ظفراللہ خان قادیانی جو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ تھا، جسے بانیٔ پاکستان اپنا پیارا بیٹا کہا کرتے تھے۔ اس نے بانیٔ پاکستان کا جنازہ یہ کہہ کر نہیں پڑھا کہ: ”میرے نزدیک قائداعظم مسلمان نہیں تھے، اس لئے ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔“ مقررین نے چیف جسٹس قاضی فائز عیسیٰ سے ایک قرارداد کے ذریعہ مطالبہ کیا کہ چیف جسٹس جلد از جلد مبارک ثانی کیس کا فیصلہ سنائیں تا کہ اسلامیانِ پاکستان میں پائی جانے والی بے چینی ختم ہوسکے۔ کانفرنس شیخ الحدیث حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہ کی دعا پر رات گئے جاری رہ کر اختتام پذیر ہوئی۔ کانفرنس میں مولانا حبیب الرحمٰن، مولانا مفتی محمد اسماعیل، قاری محمد یعقوب، مولانا سعید احمد، قاری محمد احمد نے خصوصی شرکت کی۔

کانفرنس کی تیاریوں کے لئے اجلاس:

آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی انتظامیہ کا اجلاس ۱۰/اکتوبر ۲۰۲۴ء کو جامعہ ختم نبوت چناب نگر میں منعقد ہوا۔ صدارت محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کی۔

سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی جھلکیاں

☆...... کانفرنس میں سیدالاحرار امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ اور دیگر اکابرین کی تحفظ ختم نبوت کے حوالہ سے تحریکی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔

☆...... چناب نگر سے لے کر چنیوٹ تک سڑک کے کنارے شرکاء کے قافلوں کی بڑی گاڑیاں نظر آرہی تھیں، چنیوٹ اور چناب نگر کے مضافاتی علاقوں سے لوگ موٹر سائیکل ریلیوں کے ذریعے کانفرنس میں شریک ہوئے۔

☆...... پنڈال کے قریب بنوری پارک میں جمعۃ المبارک کا خطبہ اور نماز کی امامت کے فرائض خانقاہ سراجیہ کندیاں کے سجادہ نشین مولانا خواجہ خلیل احمد نے سرانجام دیے۔

☆...... قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن کو ختم نبوت زندہ باد کے نعروں کی گونج میں اسٹیج پر لایا گیا۔ شرکاء نے کھڑے ہوکر استقبال کیا۔

☆...... 25/اکتوبر کی صبح کو جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا کے شیخ الحدیث مولانا منیر احمد منور نے منفرد اور ممتاز انداز میں درس قرآن ارشاد فرمایا جو کہ سامعین نے ہمہ تن گوش ہوکر سماعت کیا۔

☆...... سیکورٹی پلان کے انچارج دارالقرآن فیصل آباد کے حضرت مولانا غلام فرید، قاری عزیز الرحمٰن رحیمی اور رضا کاران ختم نبوت مانسہرہ تھے جو احسن انداز میں اپنے مفوضہ امور سرانجام دیتے رہے۔

☆...... کانفرنس میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کے علاوہ عقیدہ توحید، عظمت صحابہؓ، اہل بیتؓ اور حیات عیسیٰ علیہ السلام، سیدنا مہدی علیہ الرضوان، اصلاح معاشرہ اور استحکام پاکستان کے موضوعات پر بھی خطابات ہوتے رہے۔ بعض مقررین مظلوم فلسطینی بھائیوں سے اظہار ہمدردی کے حوالے سے بھی گفتگو کرتے رہے۔

☆...... کانفرنس میں شہدائے فلسطین کے لیے بلندی درجات کی دعائیں بھی جاری رہیں، فلسطین زندہ باد اسرائیل مردہ باد کے نعرے بھی پنڈال میں گونجتے رہے۔

☆...... کانفرنس کی کوریج کے لئے میڈیا سیل سے مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا محمد عرفان اور مولانا عبدالنعیم رحمانی نے اپنے رفقاء سمیت مفوضہ امور سر انجام دیئے۔

☆...... کانفرنس کی مکمل کاروائی انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا پر بھی نشر ہوتی رہی۔ ہزاروں کی تعداد لوگ اندرون و بیرون ملک سے کانفرنس کی لائیو کوریج سے سماعت کرتے رہے۔

☆...... کانفرنس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے حوالہ سے ذوالفقار علی بھٹو مرحوم اور امتناع قادیانیت ایکٹ کے نفاذ کے حوالہ سے صدر ضیاء الحق مرحوم کا تذکرہ خیر بھی ہوتا رہا۔

☆...... شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے ضعیف العمری کے باوجود تحریک ختم نبوت کی تازہ ترین صورت حال پر پُرجوش اور بصیرت افروز خطاب فرمایا جو کہ لوگوں نے ہمہ تن گوش ہوکر سنا۔ (مولانا عبدالنعیم

اجلاس میں مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا عبدالرشید غازی، مولانا خالد عابد، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا عبدالنعیم، مولانا محمد اقبال میلسوی، مولانا محمد نعیم، مولانا ظفر اللہ سندھی، مولانا محمد عثمان، مولانا محمد سلطان، مولانا توصیف احمد، مولانا محمد فاروق سمیجو، مولانا محمد ابرار شریف، مولانا حمزہ لقمان، مولانا محمد ساجد، مولانا ارشاد احمد اور مولانا عبدالستار گورمانی نے شرکت کی۔

اجلاس میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کی تشہیر، اعلانات، اشتہارات، اسٹیکرز اور پینا فلیکس کی تقسیم وتنصیب کے لئے پندرہ حلقے مقرر کئے گئے اور مبلغین کی ان حلقوں میں ڈیوٹیاں لگائی گئیں اور مبلغین کو ہدایت کی گئی کہ وہ کانفرنس کی کامیابی کے لئے اپنے مفوضہ حلقوں میں بھرپور محنت کریں اور کوشش کریں کہ ہر نماز کے بعد کسی نہ کسی مسجد میں اعلان و بیان ہوسکے۔ نیز اشتہارات و پینا فلیکس اپنی نگرانی میں لگوائیں۔ چنانچہ تمام رفقاء اپنے اپنے حلقوں میں تشریف لے گئے۔ راقم نے ۱۰/ اکتوبر کو سیدی و مرشدی حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہؒ کی خانقاہ عبیدیہ میں ہونے والے اجتماع میں شرکت کی، جہاں حضرت والا کی زندگی میں مریدین، متوسلین اور خلفاء حاضری دیتے، حضرت والا کی وفات کے بعد پہلا اجتماع تھا، جس میں بھرپور شرکت نظر آئی۔ رات آرام و قیام جامعہ دارالقرآن فیصل آباد میں رہا۔ ۱۱/ اکتوبر جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم جامع مسجد فرقانیہ بھکر میں دیا، جس کے خطیب، مولانا قاری حمید احمد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھکر کے امیر بھی ہیں، فرقانیہ مسجد میں قائم مدرسہ کے ایک طالب علم کی تکمیل قرآن کی تقریب میں شرکت ہوئی۔

ختم نبوت کانفرنس، پروآ:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام پروآ ڈیرہ اسماعیل خان میں ۱۲/ اکتوبر کو عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جو گیارہ بجے قبل از دوپہر سے شروع ہوکر عصر کی نماز تک جاری رہی۔ کانفرنس کی دو نشستوں کی صدارت مولانا ملک داد اور مولانا مجیب الرحمٰن نے کی۔ نعتیہ کلام پشاور سے تشریف لائے ہوئے پشتو کے معروف ثناخواں مولانا عطاء الرحمٰن فاروقی نے اردو، سرائیکی، پنجابی اور پشتو میں نعتیہ کلام پیش کیا۔ نیز ڈیرہ اسماعیل خان کے محمد خبیب نے بھی اپنی آواز کا جادو جگایا۔

کانفرنس سے مولانا حمزہ لقمان، قاری کفایت اللہ قاسمی پہاڑپور، مجلس سرگودھا کے امیر مولانا نور محمد ہزاروی، اتحاد اہلسنت کے مولانا محمد عاطف حنفی، مجلس کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، جمعیت علماء اسلام مظفر گڑھ کے ضلعی امیر اور نامور خطیب محمد یحییٰ عباسی نے خطاب کیا۔ علمائے کرام نے اپنے بیانات میں سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلہ جس میں کورٹ نے اپنے گزشتہ دونوں فیصلوں کو کالعدم قرار دیتے ہوئے قادیانیوں کی تبلیغ، تقسیم لٹریچر پر مکمل پابندی عائد کی، کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ چیف جسٹس آف پاکستان جناب قاضی فائز عیسیٰ نے اپنی انا کو قربان کرتے ہوئے قرآن وسنت، آئین وقانون کے مطابق پہلے سابقہ فیصلوں کو کالعدم قرار دیا۔ نیز علماء کرام نے عہد کیا کہ ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے تن من دھن کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ پروآ ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل ہے جس کے امیر مولانا قاری اللہ بخش شاہ اور ناظم اعلیٰ مولانا زبیر احمد ہیں جو ہر سال عظیم کانفرنس کا اہتمام کرتے ہیں۔ (حمزہ لقمان، مبلغ ڈیرہ اسماعیل خان)

مدرسہ نجم المدارس، کلاچی:

مدرسہ کا آغاز ۱۹۴۹ء میں ہوا۔ اس کے بانی مولانا قاضی عبدالکریمؒ فاضل دیوبند، تلمیذ حضرت مدنیؒ تھے۔ موصوف نے ۶ کنال پر مدرسہ کا آغاز کیا۔ موقوف علیہ تک اسباق ہوتے رہے ہیں۔ مشکوٰۃ شریف پڑھنے کے بعد طلبا کرام جو اکثر پشتو زبان بولنے اور سمجھنے والے ہوتے تھے، انہیں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں بھیج دیا جاتا۔ چنانچہ سینکڑوں علماء کرام جو حضرت قاضی صاحب کے تلامذہ تھے، انہیں اکوڑہ خٹک سے دورۂ حدیث شریف کرایا گیا جو پوری دنیا میں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ حضرت قاضی صاحبؒ کا انتقال اگست 2015ء میں ہوا، ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا قاضی محمد نسیمؒ ان کے جانشین اور مدرسہ کے مہتمم مقرر ہوئے۔ ان کی رحلت ۲۰۲۰ء میں ہوئی۔ اب مولانا محمد نسیمؒ کے فرزند ارجمند مولانا محمد وسیم حقانی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ۷۵ طلبا مسافر اور مقامی بھی ۷۵ مجموعی طور پر ڈیڑھ سو طلبا زیر تعلیم و تربیت ہیں۔ مولانا قاضی محمد سلیم حقانی نائب مہتمم ہیں۔ ۱۴/ اکتوبر کو صبح دس بجے مدرسہ کی منتظمہ اور اساتذہ کرام سے مجلس ہوئی۔ جس میں کلاچی مجلس کے امیر مولانا قاضی نصیر الدین اور ان کے بھائی مولانا قاضی وجیہ الدین نے خصوصی شرکت فرمائی نیز حضرت قاضی عبدالکریمؒ کی نشست گاہ پر حاضری ہوئی اور مذکورہ علمائے کرام سے دعائیں لیں اور درابن کلاں کی طرف سفر شروع کیا۔

مطبوعات ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	رعایتی قیمت
1	محاسبہ قادیانیت: جلد نمبر 01 تا 33	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	13200
2	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	حضرت مولانا پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	600
3	رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	500
4	ائمہ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	600
5	خاتم النبیین ﷺ	حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ/حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ	350
6	تحریک ختم نبوت (10 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	4500
7	مقدمہ مرزائیہ بہاولپور (3 جلدیں)	جج محمد اکبر خان صاحب	1000
8	قومی اسمبلی میں بحث پر مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1500
9	مجموعہ رسائل ردقادیانیت جلد اول	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	350
10	مجموعہ رسائل ردقادیانیت جلد دوم	رسائل اکابرین	350
11	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1500
12	قادیانی شبہات اور ان کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	600
13	خطبات شاہین ختم نبوت (دو جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	700
14	اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ	حضرت مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ	300
15	تذکرہ مجاہدین ختم نبوت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	350
16	آئینہ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	300
17	فتنہ گوہر شاہی	مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ/مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب	200
18	قادیانیت کا تعاقب	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب/مولانا قاضی احسان احمد صاحب	250
19	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	250
20	فتنہ قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے (2 جلدیں)	جناب محمد متین خالد صاحب	700
21	مولانا ظفر علی خان اور فتنہ قادیانیت	جناب محمد متین خالد صاحب	400
22	ختم نبوت کورس	مولانا مفتی مصطفیٰ عزیز صاحب	350
23	ختم نبوت ڈائری 2025ء	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان	350
24	ختم نبوت کلینڈر 2025ء	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان	150

نوٹ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطۂ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں۔